تیسری زبان کے طلبا کے لیے

دور پاس

دسویں جماعت کے لیے اردو کی درسی کتاب

© NCERT not to be republished

© NCERT
not to be republished

تیسری زبان کے طلبا کے لیے

دور پاس

دسویں جماعت کے لیے اردو کی درسی کتاب

5023

विद्ययाऽमृतमश्नुते

एन सी ई आर टी
NCERT

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

© NCERT not to be republished

Door Paas, UL3 for Class X

ISBN 978-93-5007-069-7

پہلا ایڈیشن

ستمبر 2010 بھادر 1932

دیگر طباعت

اپریل 2019 چیتر 1941

فروری 2021 پھالگن 1942

PD 5H SPA

© نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، 2010

جُملہ حقوق محفوظ

- ناشر کی پہلے سے اجازت حاصل کیے بغیر، اس کتاب کے کسی بھی حصے کو دوبارہ پیش کرنا، یاد داشت کے ذریعے بازیافت کے سسٹم میں اس کو محفوظ کرنا یا برقیاتی، میکانیکی، فوٹو کاپینگ، ریکارڈنگ کے کسی بھی وسیلے سے اس کی ترسیل کرنا منع ہے۔
- اس کتاب کو اس شرط کے ساتھ فروخت کیا جارہا ہے کہ اسے ناشر کی اجازت کے بغیر، اس شکل کے علاوہ جس میں کہ یہ چھاپی گئی ہے یعنی، اس کی موجودہ جلد بندی اور سرورق میں تبدیلی کر کے، تجارت کے طور پر نہ تو مستعار دیا جاسکتا ہے، نہ دوبارہ فروخت کیا جاسکتا ہے، نہ کرایہ پر دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی تلف کیا جاسکتا ہے۔
- کتاب کے صفحہ پر جو قیمت درج ہے وہ اس کتاب کی صحیح قیمت ہے۔ کوئی بھی نظرثانی شدہ قیمت چاہے وہ ربر کی مہر کے ذریعے یا چپٹی یا کسی اور ذریعے ظاہر کی جائے تو وہ غلط متصوّر ہوگی اور ناقابلِ قبول ہوگی۔

این سی ای آر ٹی کے پبلی کیشن ڈویژن کے دفاتر

این سی ای آر ٹی کیمپس
سری اروندو مارگ
نئی دہلی - 110016 فون 011-26562708

108,100 فٹ روڈ ہوسڈے کیرے ہیلی
ایکسٹینشن بناشنکری III اسٹیج
بینگلورو - 560085 فون 080-26725740

نوجیون ٹرسٹ بھون
ڈاک گھر، نوجیون
احمد آباد - 380014 فون 079-27541446

سی ڈبلیو سی کیمپس
بمقابل ڈھانکل بس اسٹاپ، پانی ہاٹی
کولکاتا - 700114 فون 033-25530454

سی ڈبلیو سی کامپلیکس
مالی گاؤں
گواہاٹی - 781021 فون 0361-2674869

قیمت: ₹ 125.00

اشاعتی ٹیم

ہیڈ، پبلی کیشن ڈویژن	:	انوپ کمار راجپوت
چیف ایڈیٹر	:	شویتا اُپّل
چیف پروڈکشن آفیسر	:	ارون چتکارا
چیف بزنس منیجر (انچارج)	:	وپن دیوان
ایڈیٹر	:	سید پرویز احمد
پروڈکشن اسسٹنٹ	:	سنیل کمار

این سی ای آر ٹی واٹر مارک 80 جی ایس ایم کاغذ پر شائع شدہ

سکریٹری، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، شری اروندو مارگ، نئی دہلی نے پشپک پریس پرائیویٹ لمیٹڈ، B-3/1، اوکھلا انڈسٹریل ایریا، دہلی-020 110 میں چھپوا کر پبلی کیشن ڈویژن سے شائع کیا۔

© NCERT not to be republished

پیش لفظ

’قومی درسیات کا خاکہ - 2005‘ میں سفارش کی گئی ہے کہ بچّوں کی اسکولی زندگی، ان کی باہر کی زندگی سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔ یہ زاویۂ نظر کتابی علم کی اُس روایت کی نفی کرتا ہے جس کے باعث آج تک ہمارے نظام میں اسکول، گھر اور سماج کے درمیان فاصلے حائل رہے ہیں۔ نئے قومی درسیات پر مبنی نصاب اور درسی کتابوں کی تیاری اسی بنیادی مقصد پر عمل آوری کی ایک کوشش کہی جاسکتی ہے۔ اس کوشش میں مختلف مضامین کو ایک دوسرے سے الگ رکھنے اور رٹ کر پڑھنے کے طریقۂ کار کی حوصلہ شکنی بھی شامل ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ ان اقدامات سے قومی تعلیمی پالیسی 1986 میں مذکور تعلیم کے ’طفل مرکوز نظام‘ کی طرف مزید پیش رفت ہوگی۔

اس کوشش کی کامیابی کا انحصار اس پر ہے کہ اسکولوں کے پرنسپل اور اساتذہ بچوں میں اپنے تاثرات خود ظاہر کرنے اور ذہنی سرگرمیوں اور سوالوں کے ذریعے سیکھنے کی ہمّت افزائی کریں۔ ہمیں یہ ضرور تسلیم کرنا چاہیے کہ بچّوں کو اگر موقع، وقت اور آزادی دی جائے تو وہ بڑوں سے حاصل شدہ معلومات سے وابستہ ہوکر، نئی معلومات مرتب کرتے ہیں۔ آموزش کے دوسرے ذرائع اور محلِ وقوع کو نظر انداز کرنے کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب، مجوزہ درسی کتاب کو امتحان کے لیے واحد ذریعہ بنانا ہے۔ بچّوں کے اندر تخلیقی صلاحیت اور پیش قدمی کے رجحان کو فروغ دینا اُسی وقت ممکن ہے جب ہم آموزشی عمل میں بچّوں کو بحیثیت شریک کار قبول کریں اور ان سے اُسی طرح پیش آئیں۔ انھیں محض مقررہ معلومات کا پابند نہ سمجھیں۔

یہ مقاصد اسکول کے معمولات اور طریقۂ کار میں معقول تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ روز مرّہ نظام الاوقات میں لچیلا پن اُسی قدر ضروری ہے جتنی کہ سالانہ کیلنڈر کے نفاذ میں سخت محنت کی تاکہ مطلوبہ ایام کو حقیقتاً تدریس کے لیے وقف کیا جاسکے۔ تدریس اور اندازۂ قدر کے طریقوں سے بھی اس امر کا تعیّن ہوگا کہ یہ درسی کتاب، بچّوں میں ذہنی تناؤ اور اکتاہٹ کا ذریعہ بننے کے بجائے ان کی اسکولی زندگی کو خوش گوار بنانے میں کس حد تک مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ نصابی بوجھ کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے نصاب سازوں نے مختلف سطحوں پر معلومات کی تشکیلِ نو اور اُسے نیا رخ دینے کی غرض سے بچّوں کی نفسیات اور تدریس کے لیے دستیاب وقت پر زیادہ سنجیدگی کے ساتھ توجہ دی ہے۔ اس مخلصانہ کوشش کو مزید بہتر بنانے کے لیے یہ درسی کتاب سوچنے اور محسوس کرنے کی ترتیب، چھوٹے گروپوں میں بحث ومباحثہ کرنے اور عملاً انجام دی جانے والی سرگرمیوں کو زیادہ اولیت دیتی ہے۔

© NCERT not to be republished

این سی ای آر ٹی اس کتاب کے لیے تشکیل دی جانے والی کمیٹی برائے درسی کتاب کی مخلصانہ کوششوں کی شکر گزار ہے۔ کونسل زبانوں کے مشاورتی گروپ کے چیئر پرسن پروفیسر نامور سنگھ اور اس کتاب کے خصوصی صلاح کار پروفیسر شمیم حنفی کی ممنون ہے۔ اس درسی کتاب کی تیاری میں جن اساتذہ نے حصّہ لیا، ہم ان کے متعلقہ اداروں کے بھی شکر گزار ہیں۔ ہم ان سب ہی اداروں اور تنظیموں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اپنے وسائل، مآخذ اور عملے کی فراہمی میں فراخ دلی کا ثبوت دیا۔ ہم وزارت برائے فروغ انسانی وسائل، حکومتِ ہند کے شعبہ برائے ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم کی جانب سے پروفیسر مرنال مری اور پروفیسر جی۔ پی۔ دیش پانڈے کی سربراہی میں تشکیل شدہ نگراں کمیٹی (مانیٹرنگ کمیٹی) کے اراکین کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اپنا قیمتی وقت اور تعاون دیا۔ باضابطہ اصلاح اور اپنی اشاعت کے معیار کو مسلسل بہتر بنانے کے مقصد کی پابند ایک تنظیم کے طور پر این سی ای آر ٹی تمام مشوروں اور آرا کا خیر مقدم کرتی ہے تا کہ کتاب کو مزید غور وفکر کے بعد اور زیادہ کار آمد اور بامعنی بنایا جاسکے۔

ڈائریکٹر

نئی دہلی — نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

© NCERT not to be republished

اس کتاب کے بارے میں

کونسل کے زیر اہتمام تیار کردہ یہ کتاب 'دُوْر پاس' دسویں جماعت کے طالب علموں کو تیسری زبان کے طور پر اردو پڑھانے کے لیے ہے۔ تیسری زبان کی تعلیم کا آغاز اسکولوں میں چوں کہ ساتویں جماعت سے تجویز کیا گیا ہے، اس لیے یہ درسی کتاب اردو کی تعلیم کے اس سلسلے کی چوتھی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کا خاص مقصد اردو زبان سے متعلق ضروری معلومات فراہم کر کے طلبا کو مطلوبہ معیار کے مطابق صحیح اردو پڑھنا، لکھنا اور بولنا سکھانا ہے۔ اسباق کی تشکیل میں طلبا کی ذہنی سطح، نفسیات اور قومی مقاصد کے ساتھ ساتھ زبان و اسلوب کی دلچسپی پر بھی خاص توجہ دی گئی ہے۔ یہاں اس بات کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ان اسباق کے مطالعے سے طلبا میں زبان و ادب کی اچھی صلاحیت پیدا ہو اور ان کے اندر سماجی، قومی، تہذیبی اور سائنسی شعور کی تربیت ہو۔

ہر سبق کے بعد مشق میں معنی یاد کیجیے، غور کیجیے، سوچیے اور بتایئے اور عملی کام کے تحت طلبا کی فکری اور تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے اور زبان کی قواعد سے واقف کرایا گیا ہے۔ کتاب میں اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ کثیر لسانی عمل نیز ہندوستانی سماج اور تہذیب کا عکس ابھر کر سامنے آئے۔ قومی ورثے، ہندوستانی آئین کے مزاج، مشترکہ اقدار اور تصورات نیز ماحولیات سے بھی طلبا کو واقف کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔

نصاب کا بوجھ زیادہ نہ ہو اس لیے کتاب کی ضخامت قدرے کم رکھی گئی ہے۔ کتاب کی تیاری کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جو اردو اساتذہ، ماہرین اور خصوصی صلاح کار پر مشتمل تھی۔ ان سب کے اشتراک و تعاون سے اس کتاب کو آخری شکل دی گئی ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ یہ کتاب طلبا میں اردو زبان سے محبت پیدا کرنے میں معاون ہوگی اور ان میں اپنے درجے کے معیار کے مطابق اردو کی دوسری کتابوں کے مطالعے کا شوق بھی پیدا ہوگا۔

اردو اساتذہ اور ماہرین سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب سے متعلق عملی اور تدریسی تجربات کی روشنی میں ہمیں اپنے مشوروں سے نوازیں تا کہ آئندہ اس کتاب کو مزید بہتر بنایا جا سکے۔

© NCERT not to be republished

کمیٹی برائے درسی کتاب

چیئر پرسن، مشاورتی کمیٹی برائے زبان

نامور سنگھ، پروفیسر ایمرٹس، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

خصوصی صلاح کار

شمیم حنفی، پروفیسر ایمرٹس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

چیف کوارڈی نیٹر

رام جنم شرما، پروفیسر اور ہیڈ، ڈپارٹمنٹ آف لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

اراکین

ارجمند آرا، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی

اسلم پرویز، ریٹائرڈ ایسو سی ایٹ پروفیسر، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

حلیمہ سعدیہ، ہیڈ مسٹرس، ہمدرد پبلک اسکول، اوکھلا، نئی دہلی

راجیش مشرا، ریڈر اور ہیڈ، ڈی ای ایس ایس ایچ، ریجنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن، این سی ای آر ٹی، اجمیر

راشد انور راشد، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

شہپر رسول، پروفیسر، شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

صادق، ریٹائرڈ پروفیسر، دہلی یونیورسٹی، دہلی

صغرا مہدی، ریٹائرڈ پروفیسر، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

صفدر امام رضوی، پی جی ٹی (اردو)، جواہر نو ودیہ ودیالیہ، رانچی

© NCERT not to be republished

صفدر امام قادری، ہیڈ، **شعبۂ اردو، کامرس کالج، پٹنہ**

عبدالسلام انصاری، اسسٹنٹ پروفیسر، **شعبۂ اردو، کوشی کالج، کھگڑیہ**

علی اظہر، پی جی ٹی (اردو)، **جواہر نوودیہ ودیالیہ، دربھنگا**

فاطمی، ایس۔ پی جی ٹی (اردو)، **جواہر نوودیہ ودیالیہ، پتھیرا کلاں، مرزاپور**

محمد شاہد حسین، پروفیسر، **جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی**

مظفر حنفی، ریٹائرڈ پروفیسر، **اقبال چیئر، کلکتہ یونیورسٹی، کولکاتا**

نکہت سعید قریشی، لیکچرر، **پی۔جی۔کالج آف ایجوکیشن، جموں**

ممبر کوآرڈی نیٹر

محمد فاروق انصاری، پروفیسر، **ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن ان لینگویجز، ین سی ای آر ٹی، نئی دہلی**

© NCERT not to be republished

اظہارِ تشکر

اس کتاب میں نظیر اکبرآبادیؔ کی نظم 'روٹیاں'، جوش ملیح آبادیؔ کی نظم 'میری پیاری چڑیو! ابھی اور گاؤ' اقبال کی نظم 'شہد کی مکھی'، مرزا غالبؔ اور ناطقؔ گلاؤٹھوی کی غزلیں، خواجہ الطاف حسین حالیؔ، تلوک چند محرومؔ اور مرزا یاس یگانہؔ چنگیزی کی رباعیاں شامل ہیں۔ کونسل ان سبھی کے وارثین کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ جاویدؔ احمد کا مضمون 'شارک مچھلی'، مشتاق احمد اعظمی کا 'بڑے لوگوں کی دلچسپ باتیں' اور عادل اسیر دہلوی کا 'کنواں بیچا ہے کنویں کا پانی نہیں' شامل ہیں۔ کونسل ان کا بھی شکریہ ادا کرتی ہے۔

کتاب کی تیاری کے لیے کونسل کاپی ایڈیٹر ابوامام منیرالدین، ڈی ٹی پی آپریٹر ساجد خلیل فلاحی اور ابوالحسن اور کمپیوٹر اسٹیشن انچارج پرشُ رام کوشِک کی تہہ دل سے شکرگزار ہے۔

اس کے علاوہ کونسل پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ کے متعلقہ عملے کی بھی ممنون اور شکرگزار ہے جن کے تعاون سے اس کتاب کی بر وقت ادارت اور طباعت ممکن ہو سکی ہے۔

© NCERT not to be republished

فہرست

	پیش لفظ			*v*
	اس کتاب کے بارے میں			*vii*
1	بابا فرید گنج شکرؒ	(مضمون)		1
2	کلہاڑی کی کھچڑی	(کہانی)		6
3	ڈائری لکھیے	(مضمون)		11
4	کاٹھ کے بونے	(کہانی)		15
5	روٹیاں	(نظم)	نظیر اکبرآبادی	22
6	شارک مچھلی	(مضمون)		26
7	عقل مند مچھیرا	(ڈراما)		31
8	گلبدن بیگم	(مضمون)		38
9	دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے	(غزل)	مرزا اسداللہ خاں غالبؔ	42
10	کنواں بیچا ہے کنویں کا پانی نہیں	(کہانی)		45
11	بڑے لوگوں کی دلچسپ باتیں	(واقعات)		49
12	قرۃ العین حیدر	(مضمون)		56
13	میری پیاری چڑیو! ابھی اور گاؤ	(نظم)	جوشؔ ملیح آبادی	60
14	نالندہ	(مضمون)		64

© NCERT not to be republished

15	مرے غم کی انھیں کس نے خبر کی	(غزل)	ناطق گلاوٹھوی	69
16	جھوٹ کی پول	(کہانی)		72
17	شہد کی مکھی	(نظم)	اقبالؔ	76
18	دادا صاحب پھالکے	(مضمون)		80
19	رباعیات		خواجہ الطاف حسین حالؔی، تلوک چند محرؔوم، مرزا یاس یگاؔنہ چنگیزی	85

© NCERT not to be republished

بابا فرید گنج شکرؒ

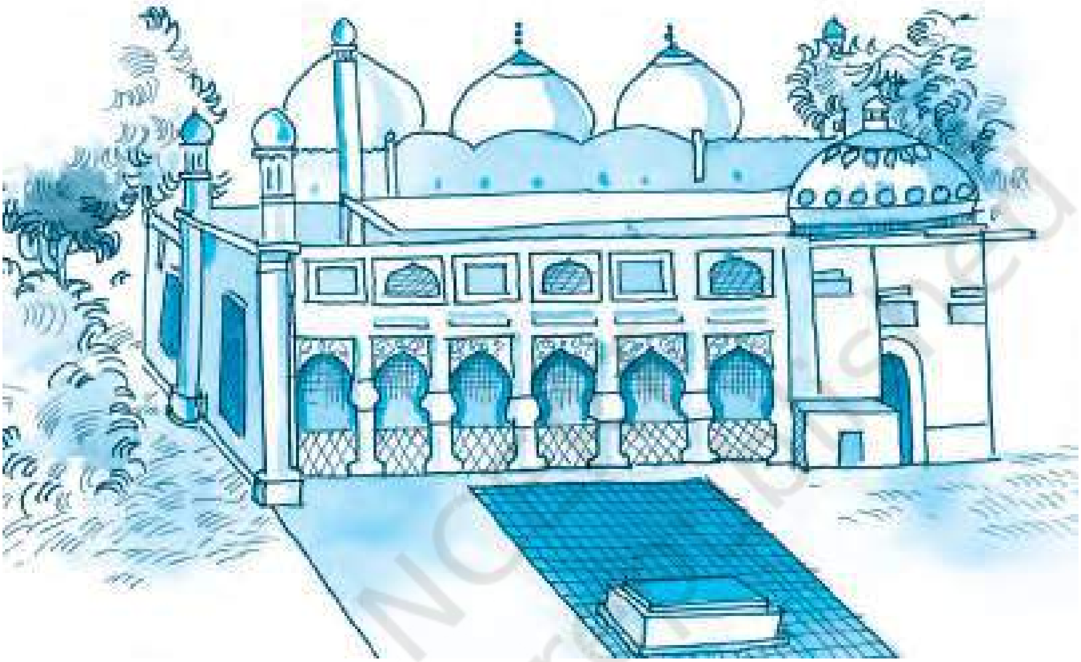

ہمارے ملک میں بہت سے صوفی اور سنت گزرے ہیں۔ انھوں نے لوگوں کے دل اپنی انسان دوستی کے بل پر جیتے۔ بابا فرید گنج شکرؒ بھی ایسے ہی ایک صوفی تھے۔ بابا فریدؒ کے دادا قاضی شعیب کابل سے ہندوستان آئے تھے۔ وہ خدا رسیدہ انسان تھے۔ اُن کے علم کی شہرت سن کر اُس وقت کے بادشاہ نے ان کو پنجاب کے ضلع ملتان میں کھوٹوال کا قاضی مقرر کر دیا۔ اُن کی پوری زندگی وہیں گزری۔

بابا فریدؒ کے والد کا نام جمال الدین تھا۔ ان کی والدہ قرسم بی بی تھیں۔ بابا فریدؒ کے والد بھی پڑھے لکھے اور سچے مسلمان تھے۔ ابتدائی تعلیم انھوں نے اپنے والدین سے حاصل کی۔ ان کی والدہ ایک صوفی خاتون تھیں۔ انھوں نے بچپن سے ہی ننھے فرید کو خدا پرست لوگوں اور اولیاء اللہ کے بارے میں بتایا۔ اس لیے لڑکپن سے آپ صوفیوں سے متاثر ہونے لگے۔

نوجوانی میں آپ کی ملاقات حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ سے ہوئی۔ آپ کے دل میں ان کے مُرید ہونے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ اسی لیے آپ دہلی آکر اُن کے ساتھ رہنے لگے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے آپ کو مرید کرلیا اور مزید علم حاصل کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ آپ نے ملتان کے مدرسے میں تعلیم حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے قندھار چلے گئے۔ واپس آکر اپنے پیر حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ سے روحانی تربیت حاصل کی۔ یہ تربیت اتنی سخت تھی کہ اگر آپ کو عبادت اور ریاضت کا شوق بچپن ہی سے نہ ہوتا تو اس میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ ان سب منزلوں سے گزرنے کے بعد آپ اُس مقام پر پہنچ گئے جہاں انسان کا دِماغ منور ہو جاتا ہے اور اس کو دلی سکون نصیب ہوتا ہے۔ اسی دوران حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ دہلی آئے۔ آپ نے بابا فریدؒ کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔ خواجہ صاحبؒ کا قول ہے کہ خدا اپنے اُس بندے کو سب سے زیادہ چاہتا ہے جو دریا کی طرح فیّاض ہو، جس میں سورج جیسی رحم دلی ہو اور جو زمین کی طرح مہمان نواز ہو۔

بابا فریدؒ میں یہ تینوں خوبیاں تھیں۔ آپ کے نام کے ساتھ گنج شکر شامل ہونے کی مختلف وجہیں بیان کی جاتی ہیں۔ زیادہ تر لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی باتوں میں شکر جیسی مٹھاس ہوتی تھی۔ لوگوں کو سن کر بہت مزہ آتا تھا۔ تمام صوفیوں کی طرح حضرت بابا فریدؒ کا بھی یہ وصف تھا کہ وہ ہر مذہب کا یکساں احترام کرتے تھے۔ غریب، امیر، عورت، مرد کوئی بھی ہو، ان کے گھر اور دل کے دروازے سب کے لیے کھلے تھے۔ بابا فریدؒ اس بات کی سختی سے تاکید کرتے تھے کہ اپنے مذہب کی بڑائی اور دوسرے مذہب کی بُرائی کرنا سب سے بُری بات ہے۔ اس سے میل محبت کے بجائے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

سلطان بلبن نے آپ کو کچھ نقد رقم اور چار گاؤں نذرانے کے طور پر پیش کیے۔ آپ نے ساری رقم ضرورت مندوں میں بانٹ دی اور گاؤں یہ کہہ کر واپس کر دیے کہ اگر میں انھیں قبول کرلوں گا تو جاگیردار بن جاؤں گا، صوفی نہ رہوں گا۔

دہلی میں عقیدت مندوں کی کثرت اور اس وقت کے سیاسی حالات کی وجہ سے آپ ہانسی چلے گئے۔ وہاں بھی

© NCERT not to be republished

سکون نہ ملا تو اجودھن آ گئے جو بعد میں پاک پٹن کے نام سے مشہور ہوا۔ آج یہ پاکستان کے ضلع منٹگمری میں واقع ہے۔ 12 اکتوبر 1266 میں آپ کا انتقال ہوا۔

آپ کی شخصیت کی تین نمایاں خصوصیات تھیں ـــــ خدا سے محبت کرنا، پاکیزہ خیالات رکھنا، دولت اور آرام سے دور رہنا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ انسان کی زندگی بہت مختصر ہے اور اس کو بہت کام کرنے ہیں۔ اس لیے وقت کی پابندی بہت ضروری ہے۔ وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ان کی خانقاہ میں وقت کی پابندی کا خیال رکھا جاتا تھا۔

بابا فریدؒ شاعر بھی تھے۔ انھوں نے فارسی میں بھی شاعری کی اور پنجابی میں بھی۔ بابا فریدؒ کا شمار پنجابی زبان کے اوّلین شاعروں میں کیا جاتا ہے۔ آپ کے بہت سے اشعار سکھوں کی مقدس کتاب ''گروگرنتھ صاحب'' میں شامل ہیں۔

آپ کہا کرتے تھے کہ اپنے باطن کو اپنے ظاہر سے بہتر رکھو۔ ہر وقت کوئی اچھا کام کرنے کی کوشش کرو۔ اس طرح لڑائی جھگڑا نہ کرو کہ صلح کی گنجائش ہی نہ رہے۔

کسی نے سوال کیا ''دنیا میں امیر کون ہے؟'' آپ نے جواب دیا، ''جس میں قَناعَت ہو۔'' آپ کا قول ہے، ''انسان کو ایک درخت کی طرح ہونا چاہیے کہ لوگ اُس کا پھل کھاتے ہیں، اُس کو پتھر مارتے ہیں، اُس کی ٹہنیاں کاٹ کر لے جاتے ہیں پھر بھی وہ سب کو پھل دیتا رہتا ہے۔''

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

صوفی	:	سنت
قاضی	:	منصف، ایک عہدے کا نام
مقرر	:	تعینات
خاتون	:	عورت
متاثر	:	اثر قبول کرنے والا
مُرید	:	عقیدت مند، چیلا
رہنمائی	:	راستہ دکھانا
عبادت	:	پرستش، بندگی
ریاضت	:	عبادت میں مصروف رہنا
قول	:	کہی ہوئی بات
نوازنا	:	دینا، عطا کرنا، بخشنا
فیّاض	:	سخی
نذرانہ	:	تحفہ
خانقاہ	:	صوفیوں کے رہنے کی جگہ
باطن	:	اندرون (اندر کا)
صلح	:	سمجھوتا
قناعت	:	جو مل جائے اس پر راضی

© NCERT not to be republished

2 غور کیجیے:

سبق میں بابا فرید گنج شکرؒ، خواجہ بختیار کا کیؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ جیسے بزرگانِ دین کے ناموں کے ساتھ "رح" کی چھوٹی سی علامت کا استعمال کیا گیا ہے جو رحمۃ اللہ علیہ کا مخفف ہے۔ اس کے معنی ہیں " اُن پر اللہ کی رحمت۔"

3 سوچیے اور بتایئے:

(i) بابا فریدؒ کے دادا ہندوستان کہاں سے آئے تھے؟

(ii) بابا فریدؒ کی والدہ میں کیا خوبیاں تھیں؟

(iii) بابا فریدؒ نے کہاں کہاں تعلیم حاصل کی؟

(iv) عبادت اور ریاضت کے کیا فائدے ہیں؟

(v) بابا فریدؒ کے پیرومرشد کون تھے؟

4 نیچے دیے ہوئے الفاظ سے جملے بنایئے:

عبادت شہرت ہدایت قناعت تربیت

5 اس سبق میں ایک جگہ 'ضرورت مند' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس مثال کی روشنی میں آپ بھی 'مند' لگا کر پانچ مرکب الفاظ بنایئے۔

صحت عقل دانش فائدہ ہوش

6 عملی کام

بابا فریدؒ کی پانچ تعلیمات بیان کیجیے۔

© NCERT not to be republished

5023CH02

کلہاڑی کی کھچڑی

ایک سپاہی چھُٹّی پر جا رہا تھا۔ راستے میں رات ہوگئی۔ اس کا گاؤں بہت دور تھا۔ سردی زوروں پر تھی۔ مارے بھوک اور تھکن کے سپاہی کا بُرا حال تھا۔ اُس نے سوچا، کیوں نہ کسی جگہ دو گھڑی رُک کر دم لے لوں اور کچھ کھا پی لوں۔ راستے میں اُسے ایک جھونپڑی نظر آئی جس میں ایک بُڑھیا رہتی تھی۔

سپاہی نے جھونپڑی کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ بڑھیا نے دروازہ کھولا تو سپاہی بولا ”امّاں! اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو میں رات بھر آپ کے ہاں ٹھہر جاؤں۔ باہر بہت سردی ہے۔ میں دوُر سے آرہا ہوں اور مجھے بہت دور جانا ہے۔“

”آجا بیٹے، آجا۔“ بڑھیا نرمی سے بولی۔ یہ سُن کر سپاہی اندر آگیا اور ایک طرف بیٹھ کر آگ تاپنے لگا۔ جب سردی کا احساس کچھ کم ہوا تو اس نے بڑھیا سے کہا۔

”امّاں! کھانے کو کچھ ہوگا؟“

یوں تو بڑھیا کے پاس بہت کچھ تھا مگر وہ تھی بہت کنجوس بلکہ مکّھی چوس۔ منہ بنا کر کہنے لگی ”اے بیٹے، میرے پاس کھانے کو کہاں...... میں تو خود کل سے بھوکی ہوں۔“

”اچھا امّاں کوئی بات نہیں۔ میں کچھ دیر آرام ہی کرلوں گا۔“ سپاہی نے جواب دیا۔ کہنے کو اس نے ’کوئی بات نہیں‘ کہہ دیا تھا مگر وہ تاڑ چکا تھا کہ بڑھیا کے پاس کھانے کو بہت کچھ ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ اس کنجوس بڑھیا سے کھانا کیسے حاصل کیا جائے۔ مارے بھوک کے اس کے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے۔ آخر اس کی سمجھ میں ایک ترکیب آئی۔ اسے کونے میں ایک بے دستے کی کلہاڑی دکھائی دی۔ چالاک سپاہی بڑھیا سے کہنے لگا ”آپ نے کبھی کھائی ہے کلہاڑی کی کھچڑی؟“

بڑھیا اسے گھور کر دیکھنے لگی۔ پھر حیرت سے بولی ”کلہاڑی کی کھچڑی؟“

”ہاں ہاں کلہاڑی کی کھچڑی!“ سپاہی بولا، ”آپ نے کبھی نہیں کھائی؟ بہت مزیدار ہوتی ہے۔ لائیے ذرا پتیلی لے آیئے۔ ابھی پکاتے ہیں۔“

بڑھیا جھٹ سے اُٹھی اور اس نے سپاہی کو ایک بڑی سی پتیلی لا کر دی۔ سپاہی نے کلہاڑی کو خوب دھو دھا کر پتیلی میں رکھا اور اُسے آگ پر چڑھا دیا جو بڑھیا نے سردی سے بچنے کے لیے جلا رکھی تھی۔ پھر اس میں کچھ پانی ڈالا۔ بڑھیا مارے حیرت کے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہ سب دیکھ رہی تھی۔ اب سپاہی نے پتیلی میں چمچہ چلانا شروع کیا۔ کچھ دیر بعد اس نے پانی کو چکھ کر دیکھا اور بولا ”تھوڑی دیر میں تیار ہو جائے گی۔ بس نمک کی کمی رہ گئی۔“

بڑھیا فوراً اُٹھی اور اس نے سپاہی کو نمک لا کر دیا جو اُس نے پانی میں ڈال دیا اور دوبارہ چمچہ چلانے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے پھر پانی کو چکھا اور بولا، ”بس بس تیار ہونے والی ہے مگر دو مٹھی چاول ہوتے تو اور مزا آجاتا۔“

بڑھیا مارے شوق کے پٹارے میں سے چاول کی تھیلی نکال لائی اور بولی ”یہ لو چاول۔ ذرا جلدی سے پکاؤ۔“

”ہاں ہاں کیوں نہیں“ سپاہی نے جواب دیا اور دوبارہ چمچہ چلانے لگا۔

وہ پکاتا رہا۔ بار بار چمچہ ہلاتا اور چکھتا جاتا۔ بڑھیا اُسے برابر نگاہ جمائے دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے پھر چکھا اور بولا ''ایک مٹھی مونگ کی دال ہوتی تو کام بن جاتا۔''

بڑھیا مونگ کی دال بھی لے آئی۔ سپاہی نے مونگ کی دال اس میں ملائی اور چمچہ چلانے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ چکھ کر بولا ''واہ امّاں! ایک چمچہ لے لیجیے اور ذرا چکھیے کلہاڑی کی کھچڑی۔ بنی تو خوب ہے بس تولہ بھر گھی کی کسر ہے۔''

بڑھیا گھی بھی لے آئی۔ وہ کھچڑی میں پڑ گیا۔

اب دونوں کھچڑی کھانے لگے۔ ''واہ وا! بہت خوب، جتنی بھی تعریف کرو کم ہے۔'' سپاہی نے کہا۔

''آہاہاہا'' بڑھیا تعجب سے بولی، ''مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ کلہاڑی سے اتنے مزے کی کھچڑی بھی پک سکتی ہے۔''

چالاک سپاہی کھچڑی کھا رہا تھا اور چپکے چپکے ہنستا بھی جا رہا تھا۔ (ماخوذ)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

دوگھڑی	:	دو پل، تھوڑی دیر میں
دم لینا	:	آرام کرنا، سُستانا
پیٹ میں چوہے دوڑنا	:	بہت بھوک لگنا
دستہ	:	ہتّھا، ہینڈل
حیرت	:	تعجب
کَسَر	:	کمی

2 سوچیے اور بتائیے:

(i) سپاہی بڑھیا کی جھونپڑی میں کیوں ٹھہرا؟

(ii) سپاہی نے کھانا حاصل کرنے کی کیا ترکیب نکالی؟

(iii) سپاہی نے کھچڑی میں کون کون سی چیزیں ڈالیں؟

(iv) کھچڑی کھاتے ہوئے سپاہی چپکے چپکے کیوں ہنس رہا تھا؟

3 نیچے دیے ہوئے جملوں کو واقعات کی ترتیب سے لکھیے:

(i) مارے بھوک کے اس کے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے۔

(ii) بڑھیا نے سپاہی کو نمک لا کر دیا جو اُس نے پانی میں ڈال دیا۔

© NCERT not to be republished

(iii) راستے میں اُسے ایک جھونپڑی نظر آئی، جس میں ایک بڑھیا رہتی تھی۔

(iv) بڑھیا مارے شوق کے پٹارے میں سے چاول کی تھیلی نکال لائی۔

(v) ایک سپاہی چھُٹّی پر جا رہا تھا۔

(vi) ایک مُٹھی مونگ کی دال ہوتی تو کام بن جاتا۔

4 نیچے دیے ہوئے الفاظ کے متضاد لکھیے :

سردی　　نرمی　　اندر　　مزیدار

5 نیچے دیے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

منھ بنانا　　آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا　　پیٹ میں چوہے دوڑنا

کام بن جانا

6 عملی کام:

نیچے دیے ہوئے لفظوں کو خوش خط لکھیے :

پتیلی　　چھُٹّی　　شوق　　تعجّب

تعریف　　حَیرت

© NCERT not to be republished

ڈائری لکھیے

5023CH03

رات کا کھانا کھانے کے بعد گھر کے لوگ ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھے۔ حامد اپنے کمرے میں لیٹا آرام کر رہا تھا۔ دوستوں کی کئی دل چسپ باتیں اُسے یاد آ رہی تھیں۔ آج پکنک میں بڑا مزا آیا۔

”حامد بیٹا! ایک گلاس پانی لانا۔“ ابّو کی آواز سنائی دی۔ وہ پانی لے کر پہنچا تو دیکھا کہ ابّو میز پر جھکے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے۔ حامد نے پوچھا — ”ابّو اس وقت آپ کیا لکھ رہے ہیں۔“

”بیٹا، میں ڈائری لکھ رہا ہوں۔“

”ابّو کل ہماری کلاس ٹیچر بھی ڈائری کا ذکر کر رہی تھیں۔ آپ مجھے ڈائری کے بارے میں کچھ بتائیے۔“

حامد کے ابّو نے بتایا — ”ڈائری لکھنا ایک دل چسپ مشغلہ ہے۔ اس کے بہت سے فائدے ہیں۔ بعض مشہور

لوگوں کی زندگی کے بارے میں تو اُن کی ڈائری ہی سے معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اردو میں ڈائری کو روزنامچہ بھی کہتے ہیں۔ کچھ لوگ اسے پابندی کے ساتھ لکھتے ہیں اور کچھ لوگ کبھی کبھی۔ زندگی کے اہم واقعات ڈائری کی شکل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

بیٹے! تم خود بھی ڈائری لکھ سکتے ہو، اس طرح تمھیں لکھنے کی عادت اور مشق ہو جائے گی۔ ڈائری میں اپنی زندگی کے علاوہ دوست، احباب، خاندان اور ملک کے اہم واقعات اور حالات غرض سبھی کچھ لکھا جاسکتا ہے۔''

ابّو نے حامد کو ایک نئی سادہ ڈائری دی۔ حامد نے پوچھا — ''ابو میں ڈائری میں لکھنا کیسے شروع کروں؟''

ابّو نے بتایا — ''حاشیہ چھوڑ کر سب سے پہلے تاریخ اور دن لکھو۔ پھر لکھو کہ تم صبح کس وقت جاگے۔ معمولات میں کوئی تبدیلی آئی ہو تو لکھو کہ آج صبح میں سات بجے جاگا۔ ویسے میں روزانہ پانچ بجے اٹھ جاتا ہوں۔ دراصل میں کل پکنک پر گیا تھا۔ تکان کی وجہ سے دیر تک سوتا رہا۔ ٹھیک ہے بیٹا! اپنی پکنک کے بارے میں کچھ باتیں لکھو۔ جیسے بس کا سفر، جب چڑیا گھر پہنچے تو وہاں کیا کیا دیکھا، موسم کا ذکر، جانوروں کے بارے میں لکھو۔ کسی دن کوئی عزیز آجائے، یا تم کسی دوست کے یہاں گئے ہو تو اس کا ذکر بھی ڈائری میں ہوسکتا ہے۔

امّی یا بھیّا کے ساتھ بازار جانا ہوا ہو تو وہ بھی لکھ سکتے ہو۔ جو چیزیں خریدی ہوں، ان کی قیمت لکھ لو۔ اس طرح چیزوں کی قیمتیں بھی تمھاری ڈائری میں محفوظ ہو جائیں گی۔ اگر تم پرانے لوگوں کی ڈائری دیکھو گے تو چیزوں کی قیمتیں جان کر تمھیں حیرت ہوگی۔''

حامد غور سے ساری باتیں سن رہا تھا — ''ابّو! ڈائری لکھنا تو واقعی دل چسپ اور اہم کام ہے۔ ڈائری میں اور کیا کچھ لکھا جاسکتا ہے؟''

''زندگی کے کسی بھی اہم اور دل چسپ واقعے کو ڈائری میں قلم بند کیا جاسکتا ہے۔ کسی عزیز، کسی ادیب، اہم سیاسی لیڈر، مذہبی رہنما کا انتقال ہوا ہو یا ملک میں کوئی اہم واقعہ پیش آیا ہو تو اس کا بھی ذکر کرسکتے ہیں۔ اگر تمھارے ساتھ کسی نے بھلائی یا احسان کیا ہو تو اس کا ذکر بھی ضرور کرنا چاہیے۔ ایسا کوئی واقعہ جس سے اخلاقی سبق

ملتا ہو، یا کسی کا اچھا شعر یا قول بھی اپنی ڈائری میں لکھا جاسکتا ہے۔ اس طرح تمھاری ڈائری کی ایک دستاویزی اہمیت بھی ہوجائے گی۔ آج کل کمپیوٹر میں بھی زندگی کی اہم یادیں محفوظ کی جانے لگی ہیں۔ یہ بھی ڈائری کی ہی ایک شکل ہے۔''

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

معمولات	:	وہ کام جو روزانہ کیے جائیں، معمول کی جمع
حیرت	:	تعجب
احباب	:	دوست، حبیب کی جمع
حاشیہ	:	صفحے کا کنارہ
قلم بند کرنا	:	لکھنا
دستاویز	:	قیمتی کاغذات

2 سوچیے اور بتایے:

(i) حامد کے ابّو اپنی میز پر جھکے ہوئے کیا لکھ رہے تھے؟

(ii) ڈائری کو اردو میں کیا کہا جاتا ہے؟

(iii) ڈائری لکھنے کے کیا فائدے ہیں؟

© NCERT not to be republished

(iv) حامد کے ابّو نے کیوں کہا کہ اگر تم پرانے لوگوں کی ڈائری دیکھو گے تو چیزوں کی قیمتیں جان کر تمھیں حیرت ہوگی؟

3 نیچے دیے ہوئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

قیمت   رہنما   مشق   موسم

4 خالی جگہوں کو نیچے دیے ہوئے الفاظ سے بھریے:

تکان   دل چسپ   مشغلہ   یاد   عادت

(i) دوستوں کی دل چسپ باتیں اسے ______ آرہی تھیں۔

(ii) ڈائری لکھنا ایک دل چسپ ______ ہے۔

(iii) اس طرح تمھیں لکھنے کی ______ اور مشق ہوجائے گی۔

(iv) ______ کی وجہ سے دیر تک سوتا رہا۔

(v) ڈائری لکھنا تو واقعی ______ اور اہم کام ہے۔

5 عملی کام:

مشہور ڈائریوں اور ان کے مصنفین کے نام معلوم کرکے لکھیے۔

© NCERT not to be republished

کاٹھ کے بونے

5023CH04

پرانے زمانے کی بات ہے۔کسی گاؤں میں ایک بڑھئی رہتا تھا۔ وہ بہت نیک اور محنتی تھا۔ روز جنگل جا کر لکڑیاں لاتا۔ اُن سے گھروں میں کام آنے والی مختلف چیزیں بناتا۔ اُنھیں ہاٹ بازار میں بیچ کر اپنے گھر کا خرچ پورا کرتا۔ وہ کبھی کسی ہرے بھرے پیڑ کو نہیں کاٹتا تھا۔ جو سوکھے، ٹوٹے یا آندھی میں گرے پڑے پیڑ ملتے، بس اُن ہی سے اپنا کام چلاتا۔

بڑھئی کو اسی طرح کام کرتے ہوئے کئی برس گزر گئے۔ آس پاس کے جنگلوں کے سارے سوکھے ٹوٹے پیڑ رفتہ رفتہ ختم ہوتے گئے۔ ایک دن ایسا بھی آیا جب اُسے جنگل میں ایک بھی سوکھا یا ٹوٹا ہوا پیڑ نہ ملا۔ مجبور ہو کر اُس نے ایک ہرا بھرا درخت کاٹنے کے لیے کلہاڑی اُٹھائی لیکن اُس کا دل نہ مانا۔ اُس نے کلہاڑی زمین پر رکھ دی اور سوچنے لگا کہ کیا کرے۔ لکڑیاں نہیں ملیں گی تو کام کیسے چلے گا، فاقوں کی نوبت آ جائے گی۔

اُس نے پھر کلہاڑی اُٹھائی۔ یکا یک اسے خیال آیا کہ پورب کی طرف پھیلے ہوئے گھنے جنگل میں بہت سی لکڑیاں مل سکتی ہیں۔ مشکل یہ تھی کہ اُس جنگل میں خطرناک جنگلی جانور تھے۔ اِس خوف سے لوگ اُدھر نہیں جاتے تھے۔

بڑھئی نے اپنے دل میں ٹھان لی کہ وہ ہرے بھرے درخت نہ کاٹے گا، چاہے اُسے سوکھی لکڑیاں حاصل کرنے کے لیے خطرناک جنگل میں ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ یہ سوچ کر وہ پورب کی سمت چل پڑا۔ بہت دور جانے کے بعد اُسے شیشم کا ایک درخت نظر آیا جو آندھی سے اُکھڑ کر گر گیا تھا۔

بڑھئی نے اسی میں سے اپنے کام کی لکڑیاں کاٹ لیں اور انھیں لاد کر گھر لے آیا۔ گھر آ کر اس نے لکڑی سے

© NCERT not to be republished

ایک خوبصورت پلنگ بنانا شروع کیا۔ پلنگ کے پائے بناتے وقت نہ جانے اس کے دل میں کیا آئی کہ اس نے چاروں پایوں کو بونوں کی شکل میں تراش دیا۔

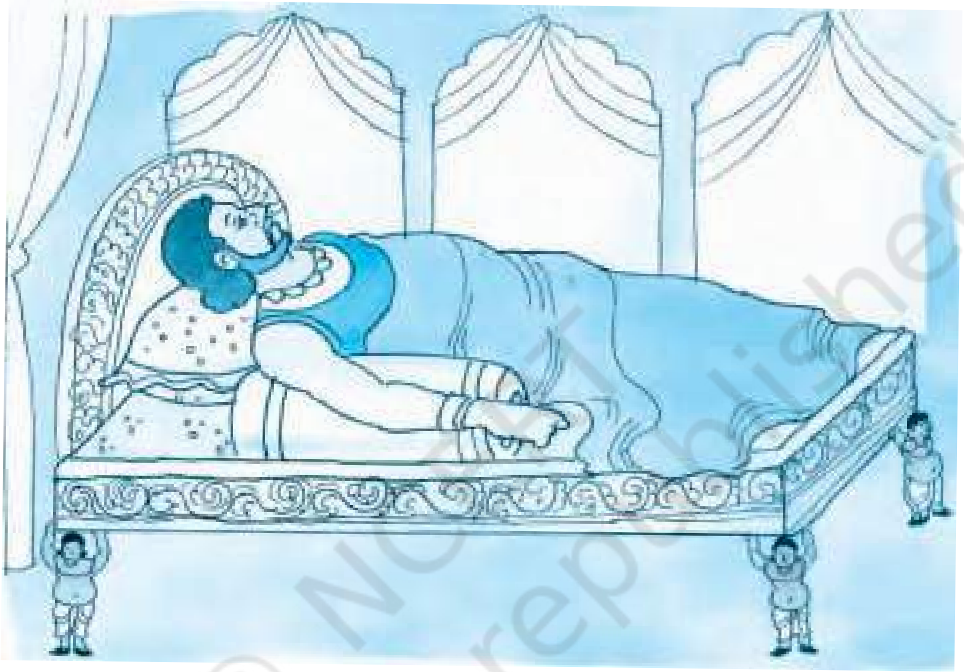

جب پلنگ بن کر تیار ہوا تو لوگ اسے دیکھ کر عَش عَش کرنے لگے۔ پلنگ بہت خوبصورت تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے چار بونے اسے اپنے سروں پر اٹھائے کھڑے ہیں۔ پلنگ کی شہرت سن کر راجا نے اسے خرید لیا اور راج محل میں لے آیا۔

راجا جب رات کو اس پلنگ پر سویا تو اسے خوب مزے کی نیند آئی۔ جب آدھی رات گزری تو یکا یک اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے دیکھا پلنگ کا ایک پایہ دوسرے پائے سے کچھ کہہ رہا ہے۔

''دوستو! راجا تو آرام سے سو رہا ہے، کیوں نہ ہم لوگ اتنی دیر میں راج محل کی سیر کر آئیں۔'' دوسرے پائے نے کہا، ''اگر ہم یہاں سے نکل کر سیر کو جائیں گے تو پلنگ زمین پر گر جائے گا اور راجا کی نیند ٹوٹ جائے گی۔''

تیسرے پائے نے کہا، ''تو پھر ہم ایسا کریں کہ ایک ایک کر کے سیر کو جائیں۔ باقی تین پلنگ کو اٹھائے رکھیں۔''

یہ تجویز سبھی کو پسند آئی۔ پہلا پایہ راج محل کی سیر کرنے کے لیے وہاں سے باہر چلا گیا۔تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو سب نے کہا، ''ہمیں بھی تو کچھ بتاؤ کہ تم نے کیا دیکھا۔''

پہلا پایہ بولا، ''میں یہاں سے نکل کر سب کی نظروں سے چُھپتا ہوا محل کے باورچی خانے میں جا پہنچا۔ وہاں کیا دیکھا کہ راجا کا باورچی ایک تھیلے میں دال، چاول اور گھی وغیرہ چُرا کر لے جا رہا ہے۔ اس کی یہ حرکت مجھے بہت بُری لگی اور میں واپس چلا آیا۔''

اس کے بعد دوسرا پایہ سیر کو گیا۔ وہ جب واپس آیا تو سب نے پوچھا، ''بتاؤ تم نے کیا دیکھا؟'' وہ بولا، ''میں نے دیکھا کہ راجا کا خزانچی اشرفیوں کے توڑے چھُپا کر لے جا رہا ہے۔ لگتا ہے راج محل میں لوٹ مچی ہوئی ہے۔ ہر آدمی راجا کی غفلت کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔''

اس کے بعد تیسرا پایہ باہر گیا لیکن بہت جلد لوٹ آیا۔ اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار دیکھ کر سب نے پوچھا، ''بتاؤ تم نے کیا دیکھا۔''

وہ اپنے ماتھے سے پسینہ پونچھتے ہوئے بولا، ''دوستو! غضب ہو گیا۔ راج محل میں بڑی سازش ہو رہی ہے۔''

’’کیا؟‘‘ سب نے حیران ہوکر پوچھا۔

تیسرے پائے نے کہا، ’’میں جو باہر گیا تو دیکھا کہ وزیر اور سپہ سالار دونوں دیوار کے پاس کھڑے دھیرے دھیرے باتیں کررہے ہیں۔ وہ لوگ راجا کو قتل کرکے راج پاٹ اپنے قبضے میں کرلینا چاہتے ہیں۔‘‘

چوتھے پائے نے کہا، ’’تم تینوں نے جو کچھ بھی دیکھا وہ سچ ہے۔ اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ جو راجا عیش و آرام میں پڑ جاتا ہے، غفلت کی نیند سوتا ہے، اس کے ساتھ یہی ہوتا ہے۔ جو راجا اپنے محل کے حالات سے بھی بے خبر ہو، جو اپنے خزانے اور خود اپنی طرف سے غافل ہو، وہ رعایا کی حفاظت کیسے کرسکتا ہے۔ ایسے راجا کا تو مارا جانا ہی اچھا ہے۔‘‘

تینوں پائے بولے، ’’کیا اب کچھ نہیں ہوسکتا؟‘‘

’’کیوں نہیں ہوسکتا‘‘ چوتھے پائے نے کہا، ’’اگر راجا غفلت کی نیند سے جاگ جائے، ذمہ داری کے ساتھ راج پاٹ سنبھالنے کا عہد کرلے، سازش کرنے والوں کو سزا دے۔‘‘

اچانک دَھم سے کسی کے پلنگ سے کودنے کی آواز آئی۔ پایوں نے دیکھا کہ راجا اپنی تلوار کھینچے باہر جارہا تھا۔

(ماخوذ)

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

رفتہ رفتہ	:	دھیرے دھیرے
سَمت	:	جانب، طرف
تراشنا	:	کاٹ چھانٹ کرنا، بنانا
عَش عَش کرنا	:	تعجب کرنا
یکا یک	:	اچانک
تجویز	:	مشورہ، رائے
اَشرَفی	:	سونے کا سکّہ
اشرفیوں کے توڑے	:	اشرفیوں کی تھیلیاں
آثار	:	نشان، علامت
سپہ سالار	:	فوج کا سربراہ، سیناپتی
غفلت	:	بے خبری
عہد	:	پکا ارادہ

2 سوچیے اور بتایئے:

(i) بڑھئی میں کون سی اچھی عادتیں تھیں؟

(ii) بڑھئی کا روزانہ کیا معمول تھا؟

(iii) بڑھئی پورب کی طرف کے جنگل میں کیوں گیا؟

© NCERT not to be republished

(iv) راجا نے پلنگ کیوں خرید لیا؟

(v) اس کہانی کے مطابق راجا کو کیسا ہونا چاہیے تھا؟

3 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کی مدد سے خالی جگہوں کو بھریے:

ہرے بھرے محنتی سپہ سالار رفتہ رفتہ لکڑی

وزیر نیک ٹوٹے

(i) کسی گاؤں میں ایک بڑھئی رہتا تھا۔ وہ بہت __________ اور __________ تھا۔

(ii) وہ کبھی __________ پیڑ نہیں کاٹتا تھا۔

(iii) آس پاس کے جنگلوں کے سارے سوکھے __________ پیڑ __________ ختم ہو گئے۔

(iv) گھر آکر اس نے __________ سے ایک خوبصورت پلنگ بنانا شروع کیا۔

(v) تیسرے پائے نے کہا "میں جو باہر گیا تو دیکھا کہ __________ اور __________ دیوار کے پاس کھڑے دھیرے دھیرے باتیں کر رہے ہیں۔"

4 کالم "الف" اور "ب" میں دیے گئے لفظوں کے صحیح جوڑ ملائیے:

الف	ب
خطر	مند
صحت	دار
پُر	کار
ذمہ	ناک
تجربہ	لطف

© NCERT not to be republished

5 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کی جمع بنائیے:

(i) سوال ....

(ii) خیال ....

(iii) جذبہ ....

(iv) اختیار ....

(v) احساس ....

6 نیچے دیے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

عَش عَش کرنا — دل میں آنا — ٹھان لینا

7 عملی کام:

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے تلفظ کی مشق کیجیے:

رَفتہ رَفتہ	ذِمّہ داری	خوبصورت	سازِش
عَہد	غَفلَت	عَش عَش کرنا	تجویز
اَشرُفی			

© NCERT not to be republished

روٹیاں

5023CH05

کپڑے کسی کے لال ہیں ، روٹی کے واسطے   لمبے کسی کے بال ہیں ، روٹی کے واسطے
باندھے کوئی رومال ہیں ، روٹی کے واسطے   سب کشف اور کمال ہیں ، روٹی کے واسطے
جتنے ہیں ، روپ سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں

جس جا پہ ہانڈی، چولھا، توا اور تنور ہے   خالق کی قدرتوں کا اُسی جا ظہور ہے
چولھے کے آگے آنچ جو جلتی، حضور ہے   جتنے ہیں نور، سب میں یہی خاص نور ہے
اِس نور کے سبب ، نظر آتی ہیں روٹیاں

© NCERT not to be republished

پوچھا کسی نے یہ کسی کامِل فقیر سے یہ مہر و ماہ حق نے بنائے ہیں کاہے کے
وہ سن کے بولا، بابا ! خدا تجھ کو خیر دے ہم تو نہ چاند سمجھیں، نہ سورج ہیں جانتے
بابا ہمیں تو یہ نظر آتی ہیں روٹیاں

روٹی نہ پیٹ میں ہو، تو پھر کچھ جتن نہ ہو میلے کی سیر، خواہشِ باغ و چمن نہ ہو
بھُوکے، غریب دل کی، خُدا سے لگن نہ ہو سچ ہے کہا کسی نے کہ بھُوکے بھجن نہ ہو
اللہ کی بھی یاد دِلاتی ہیں روٹیاں

(نظیرؔ اکبرآبادی)

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

کَشف	:	کرامت
کامل	:	مکمل، پورا
مہر	:	سورج
ماہ	:	چاند
ہانڈی	:	مٹی کی دیگچی
تنور	:	ایک قسم کا چولھا
خالق	:	پیدا کرنے والا
قدرت	:	طاقت
ظہور	:	جلوہ، اظہار
نوُر	:	روشنی
خیر	:	نیکی، اچھائی
جتن	:	کوشش

2 سوچیے اور بتائیے:

(i) روٹیاں انسان کو کون کون سے روپ دکھاتی ہیں؟

(ii) شاعر کے مطابق خالق کی قدرتوں کا ظہور کہاں ہوتا ہے؟

© NCERT not to be republished

(iii) کامل فقیر سے کیا پوچھا گیا؟

(iv) جب پیٹ میں روٹی نہ ہو تو آدمی کا کیا حال ہوتا ہے؟

3 نیچے دیے بند کے مصرعوں کو ترتیب وار لکھیے :

– بابا ہمیں تو یہ نظر آتی ہیں روٹیاں
– یہ مہر و ماہ حق نے بنائے ہیں کاہے کے
– وہ سن کے بولا، بابا ! خدا تجھ کو خیر دے
– پوچھا کسی نے یہ کسی کامل فقیر سے
– ہم تو نہ چاند سمجھیں، نہ سورج ہیں جانتے

4 عملی کام:

نظم میں کھانا پکانے سے متعلق جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے اُن کی فہرست بنایئے۔

© NCERT not to be republished

5023CH06

شارک مچھلی

دنیا میں سب سے زیادہ جاندار مخلوقات سمندر میں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک شارک مچھلی بھی ہے۔ ساٹھ فٹ لمبی شارک کے سامنے ہاتھی کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ شارک کی تقریباً تین سو قسمیں ہیں۔ کچھ شارک مچھلیاں ساحل سے دوٗر کھُلے سمندروں میں رہنا پسند کرتی ہیں۔ کچھ ایسی بھی ہیں جو زیادہ وقت سمندر کی تہہ میں یا اس کے قریب گزارتی ہیں۔ زیادہ تر شارک مچھلیاں کم گہرے سمندروں میں رہتی ہیں۔

دوسری مچھلیوں کی طرح شارک کے پنکھ نہیں ہوتے۔ اس کا خطرناک ہتھیار اس کے دانت ہیں۔ بعض شارک مچھلیوں کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ اسی وجہ سے انھیں 'بھوکے سمندری بھیڑیے' اور 'بحری شیر' بھی کہا جاتا ہے۔ بڑی سفید شارک مچھلیاں ہر طرح کے جانور ہڑپ کر جاتی ہیں۔

ٹائیگر شارک بھی بڑی پیٹو مچھلی ہے۔ یہ سمندر کی عجیب وغریب مچھلی ہے جو ہر قسم کے جاندار مثلاً کچھوے، ڈالفن مچھلیاں، سمندری پرندے تک کھا جاتی ہے۔

شارک ایک کم عقل مچھلی ہے۔کبھی کبھی اُسے اپنی تکلیف کا بھی احساس نہیں ہوتا۔ایسی مثالیں موجود ہیں کہ شارک کا پیٹ چاک کر دیا گیااور وہ اپنے ہی اندرونی اعضا کھاتی چلی گئی۔ شارک کے کٹے ہوئے سر لقمہ پھینکے جانے پر اسے پکڑنے کی کوشش کرتے رہے۔ نیلے رنگ کی شارک مچھلیوں کے جگر نکال لینے کے بعد جب انھیں پھر سے سمندر میں پھینکا گیا تو وہ دوسری مچھلیوں کے پیچھے بھاگ نکلیں اور انھیں کھانے لگیں۔

شارک میں سونگھنے کی قوت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ پانی کی لہروں سے سمجھ جاتی ہیں کہ ان کے آس پاس کیا ہے۔اگر کسی سمندری جانور کے جسم سے خون بہہ رہا ہو اور وہ صحیح ڈھنگ سے تیر نہ رہا ہو تو یقیناً شارک اس پر حملہ کر دے گی چاہے وہ وہیل جیسی بڑی مچھلی ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح شارک زخمی انسانوں پر بھی حملہ کر دیتی ہے۔

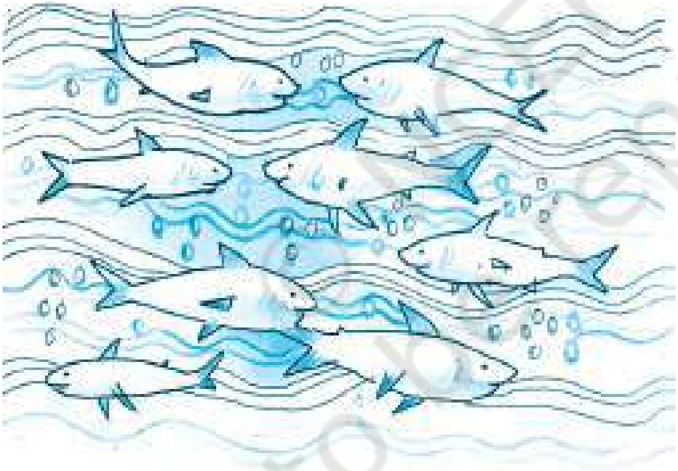

شارک سے محفوظ رہنے کے لیے کئی تدبیریں نکالی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک ہے شارک کو بھگانے والا کمپاؤنڈ جس کی بُو اُسے بہت بُری لگتی ہے۔آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ میں جہاں سمندر کے ساحل پر لوگ جا کر نہاتے ہیں وہاں سمندر میں لوہے کے جال لگا دیے گئے ہیں تا کہ شارک مچھلی انھیں پار کر کے اندر نہ گھسنے پائے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ شارک انسانی خوراک کا ایک اہم حصہ ہے۔اس میں حیاتین، پروٹین، تیل اور دیگر کارآمد چیزوں کی کوئی کمی نہیں۔ پہلے زمانے میں شارک کا شکار محض تفریح کے طور پر کیا جاتا تھا۔آج کل اس مچھلی کا شکار بڑے

منظّم طریقے سے کیا جاتا ہے اور دنیا بھر میں تقریباً چار لاکھ ٹن سے زیادہ شارک مچھلی ہر سال پکڑی جاتی ہے۔ ہندوستان میں تازہ ترین اندازے کے مطابق ہر سال 85 ہزار ٹن شارک مچھلی کا شکار کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں سمندر کے ساحل پر واقع صوبوں میں سے تمل ناڈو، گجرات اور مہاراشٹر ایسے صوبے ہیں جہاں سب سے زیادہ شارک مچھلی پکڑی جاتی ہے۔منگلور، سورتکل، کوپ اور گنگولی بھی ایسے مرکز ہیں جہاں شارک اچھی خاصی تعداد میں پکڑی جاتی ہیں۔

دنیا کے بہت سے ملکوں میں شارک کی بطور غذا بہت مانگ ہے۔ اس مچھلی کا ہر حصّہ استعمال میں آتا ہے۔ شارک کے چمڑے سے نہایت عمدہ قسم کے جوتے، ہینڈ بیگ، بٹوے، گھڑیوں کے فیتے اور پٹّیاں بنتی ہیں۔ ان کے علاوہ ریتی اور لکڑی کا پالش بھی تیار ہوتا ہے۔ اس کے دانت اور ریڑھ کی ہڈی کے حصّے آرائشی اشیا کے طور پر استعمال میں آتے ہیں۔ شارک کے جگر میں تیل بہت ہوتا ہے جو وٹامن–اے کا بڑا ذخیرہ ہے۔

(جاوید اختر)

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

خطرناک	:	ڈراونا
بحری	:	سمندری
چاک کرنا	:	کاٹنا
اعضا	:	عضو کی جمع، جسم کے حصّے
بُو	:	مہک

حیاتین	:	وٹامن
منظّم	:	انتظام کے ساتھ، مرتّب، منصوبہ بند
اشیا	:	چیزیں، شے کی جمع
آرائشی	:	سجاوٹ کے لیے، سجاوٹ والا
ذخیرہ	:	جمع کیا ہوا، ڈھیر

2 سوچیے اور بتائیے:

(i) شارک مچھلی کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟

(ii) شارک کو بحری شیر کے علاوہ اور کیا کہا جاتا ہے؟

(iii) ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ شارک کو تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔

(iv) ہندوستان کے کن صوبوں میں شارک مچھلیاں پائی جاتی ہیں؟

(v) شارک کے چمڑے سے کون کون سی چیزیں بنائی جاتی ہیں؟

3 نیچے دیے ہوئے الفاظ کی جمع لکھیے:

(i) قسم ....

(ii) حالت ....

(ii) شے ....

(iv) ملک ....

(v) تدبیر ....

© NCERT not to be republished

4 لکھیے کہ نیچے دیے ہوئے لفظ مذکر ہیں یا مؤنث؟

(i) کچھوا ....

(ii) ہاتھی ....

(iii) شیر ....

(iv) مچھلی ....

(v) ہڈی ....

(vi) لکڑی ....

5 عملی کام:

شارک مچھلی کی سونگھنے کی حِس بہت زیادہ ہوتی ہے۔ سونگھنے کی حِس اُن پانچ حِسوں میں سے ایک ہے جو اللہ نے ہر جاندار کو دی ہیں۔ آپ باقی چار حِسوں کے نام معلوم کیجیے۔

© NCERT not to be republished

عقل مند مچھیرا

5023CH07

کردار : بادشاہ سلامت، وزیرِ اعظم، داروغہ، مچھیرا، دربان، سپاہی اور جلّاد

(پردہ اٹھتا ہے)

بادشاہ سلامت : وزیرِ اعظم! دعوت کا سارا اِنتظام ٹھیک ہے نا؟

وزیرِ اعظم : عالم پناہ! سب ٹھیک ہے۔ بس دعوت کے لیے مچھلی نہیں مل سکی۔ دو دن سے سمندر میں سخت طوفان آیا ہوا ہے۔ ایک بھی مچھلی نہیں پکڑی جا سکی۔

بادشاہ سلامت : (افسوس کے لہجے میں) شاہی دعوت اور بغیر مچھلی کے! لوگ کیا کہیں گے؟ ذرا سوچیے تو،

© NCERT not to be republished

جس دعوت میں مچھلی نہ ہو وہ بھی کوئی دعوت ہے۔ وزیرِاعظم ! کچھ کیجیے، مچھلی ضرور ہونی چاہیے۔

وزیرِاعظم : عالم پناہ! میں نے چاروں طرف سپاہیوں کو بھیجا ہے اور اعلان بھی کر دیا گیا ہے کہ جو بھی شاہی دعوت کے لیے عمدہ اور تازہ مچھلی لائے گا، منھ مانگا اِنعام پائے گا، مگر اب تک کوئی نہیں آیا۔

(داروغہ داخل ہوتا ہے۔ کورنش بجالاتا ہے)

داروغہ : عالم پناہ! ابھی ابھی ایک مچھیرا تازہ اور سنہری مچھلی لے کر آیا ہے۔ حکم ہو تو اُسے خدمت میں حاضر کیا جائے۔

بادشاہ سلامت : (خوش ہوکر) ضرور ضرور۔ فوراً حاضِر کرو۔ اگر یہ مچھیرے نہ ہوتے تو بادشاہوں کے دسترخوان تک مچھلیاں کیسے پہنچ پاتیں؟

وزیرِاعظم : عالم پناہ درست فرماتے ہیں۔ مچھیرے بہت محنتی ہوتے ہیں۔ سمندر سے مچھلیاں پکڑ کر لاتے ہیں۔

(ایک مچھیرا سر پر ٹوکری رکھے داروغہ کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ مچھیرا ٹوکری اُتار کر بادشاہ کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ زمین چومتا ہے اور پھر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے)

بادشاہ سلامت : (سُنہری مچھلی دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے) واہ میاں مچھیرے! کیا تازہ اور عمدہ مچھلی لائے ہو۔ ہم بہت خوش ہوئے۔ بولو کیا مانگتے ہو؟

مچھیرا : اَن داتا! جان کی اَمان پاؤں تو کچھ کہوں۔

بادشاہ سلامت : تم ذرا بھی نہ گھبراؤ......... جو بھی مانگو گے ملے گا........ بادشاہ جو کہتے ہیں، اس کو ضرور پورا کرتے ہیں۔

مچھیرا : ان داتا.........اس مچھلی کا انعام ہے سو کوڑے!

(بادشاہ، وزیر اور داروغہ حیرت سے ایک دوسرے کا منھ تکنے لگتے ہیں)

بادشاہ سلامت : مچھیرے! تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے؟

وزیرِ اعظم : عالم پناہ! معلوم ہوتا ہے آپ کے رُعب اور خوف کے مارے بے چارے کی عقل ماری گئی ہے۔

مچھیرا : خطا معاف۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ میں سو کوڑے سے ایک بھی کم نہ کروں گا۔ ابھی ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ بادشاہ جو کچھ کہتے ہیں وہ پورا کرتے ہیں۔ بس حضور میری پیٹھ پر سو کوڑے لگانے کا حکم دیں۔

بادشاہ سلامت : (وزیرِ اعظم کے کان میں کہتے ہیں) عجیب آدمی ہے۔ بہر حال ہم کو اپنا وعدہ پورا کرنا ہے۔

جلاّد کو حاضر کیا جائے .... مگر کوڑے دھیرے دھیرے لگائے جائیں تاکہ مچھیرے کو چوٹ نہ لگے۔

وزیرِاعظم : (داروغہ سے) جلاّد کو حاضر کیا جائے۔

(داروغہ چلا جاتا ہے اور جلد ہی جلاّد کے ساتھ واپس آتا ہے۔ جلاّد کے ہاتھ میں چمڑے کا کوڑا ہے)

بادشاہ سلامت : اِس مچھیرے کی پیٹھ پر سو کوڑے لگائے جائیں۔

(جلاّد دھیرے دھیرے مچھیرے کی پیٹھ پر کوڑے مارتا ہے اور گنتا جاتا ہے: ایک ، دو...... دس......... بیس........... تیس ...... چالیس......... پچاس)

مچھیرا : بھائی جلاّد! ذرا ٹھہرو۔ میرا ایک ساتھی اور ہے، باقی کے کوڑے اس کے حصّے کے ہیں۔

بادشاہ سلامت : (مُسکراتے ہوئے) اچھّا ! کیا اس دنیا میں تم جیسا کوئی دوسرا بے وقوف بھی ہے؟ کون ہے وہ؟ کہاں ہے؟ حاضر کرو تاکہ اس کا حصّہ بھی دے دیا جائے۔

مچھیرا : حضور! وہ کوئی دوسرا نہیں آپ کے محل کا دربان ہے۔

بادشاہ سلامت : (حیرت سے) ہمارے محل کا دربان! ہائیں...... یہ کیسے؟

مچھیرا : سرکار! بات یہ تھی کہ دربان مجھ کو اندر آنے ہی نہیں دیتا تھا جب تک کہ اس نے وعدہ نہ لے لیا کہ اس مچھلی کا جو بھی انعام مجھے ملے گا اس میں سے آدھا اُس کا ہوگا۔

بادشاہ سلامت : دربان کو فوراً حاضر کیا جائے۔

(دو سپاہی دربان کو پکڑ لاتے ہیں۔ دربان خوف کے مارے تھرتھر کانپ رہا ہے)

بادشاہ سلامت : اس بے ایمان اور رشوت خور دربان کی پیٹھ پر پچاس کوڑے زور زور سے لگائے جائیں اور اِس کو نوکری سے نکال دیا جائے۔

© NCERT not to be republished

(مچھیرے سے مخاطب ہوکر) مابدولت تمھاری عقل مندی سے خوش ہوئے۔ وزیرِ اعظم! مچھیرے کو اشرفیوں کی تھیلی انعام میں دی جائے۔

(مچھیرا آداب بجالاتا ہے)

(پردہ گرتا ہے)

(ماخوذ)

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

عالم پناہ : ملک جس کی حفاظت میں ہو، بادشاہ

رعب	:	دبدبہ
رشوت خور	:	رشوت کھانے والا، جو رشوت لیتا ہو
خطا	:	قصور، غلطی
عقل ماری جانا	:	بے وقوفی کا کام کرنا، ناسمجھی کی باتیں کرنا
جان کی امان پانا	:	جان بخشنے کی درخواست کرنا

2 سوچیے اور بتائیے:

(i) بادشاہ کو مچھلی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟
(ii) مچھیرے نے مچھلی کا انعام کیا مانگا؟
(iii) 'عالم پناہ' کس کے لیے کہا گیا ہے؟
(iv) مچھیرے کے انعام میں کون برابر کا شریک تھا؟
(v) بادشاہ نے آخر میں مچھیرے کو کیا انعام دیا؟

3 'ٹوکری' کی جمع ہے 'ٹوکریاں'۔ اسی طرح نیچے دیے ہوئے الفاظ میں 'اں' لگا کر جمع بنائیے:

(i) اشرفی ....
(ii) نوکری ....
(iii) مچھلی ....
(iv) خوشی ....
(v) تھیلی ....

© NCERT not to be republished

4 نیچے دیے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

عقل ماری جانا　　　منھ مانگا انعام پانا　　　جان کی امان پانا

5 'تازہ مچھلی' میں لفظ 'تازہ' صفت ہے۔ آپ اس سبق سے مچھلی کی کچھ اور صفتیں تلاش کیجیے۔

6 عملی کام:

(i) اس ڈرامے کے سبھی کرداروں کے نام لکھیے۔

(ii) اس ڈرامے کو اسٹیج کیجیے۔

© NCERT not to be republished

5023CH08

گُلبدن بیگم

ہندوستان کی تہذیب کو ترقی دینے میں مغل شہزادیوں اور بیگمات کا بھی بڑا حصّہ ہے۔ ان میں بابر کی بیٹی گلبدن بیگم کا نام نمایاں ہے۔ گلبدن کی ماں کا نام ماہم تھا جو گلبدن کو بہت چاہتی تھیں اور اس کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دیتی تھیں۔

گلبدن بیگم بہت خوبصورت، خوش مزاج، محبت کرنے والی، ذہین اور پڑھنے لکھنے کی شوقین تھیں۔ گلبدن بیگم اپنے سب بھائی بہنوں کی گرویدہ تھیں مگر ہمایوں کو وہ خاص طور سے بہت چاہتی تھیں۔

جب وہ بڑی ہوئیں تو اُن کی شادی مغل خاندان کے ایک شخص خواجہ خضر سے ہوئی۔ خواجہ خضر نے گلبدن کی بہت قدر کی اور گلبدن بیگم نے بھی اپنی شادی شدہ زندگی کی سب ذمہ داریوں کو بڑی خوبی سے نبھایا۔

گلبدن بیگم نے تین مغل بادشاہوں یعنی بابر، ہمایوں اور اکبر کا زمانہ دیکھا۔ بابر اور ہمایوں تو گلبدن کو چاہتے ہی تھے ان کے بعد اکبر نے بھی اپنی پھوپھی کا بہت خیال رکھا۔ جب اکبر اپنے بیٹے سلیم سے ناراض ہو جاتا تو گلبدن بیگم دربار میں جا کر اس کی سفارش کرتیں۔ اکبر اُسے فوراً مان لیتا اور سلیم کو معاف کر دیتا تھا۔

آخری عمر میں گلبدن بیگم نے اکبر سے کہا کہ وہ مکّہ معظّمہ جانا چاہتی ہیں۔ اکبر کو یہ فکر ہوئی کہ اس عمر میں وہ اتنے دور دراز کا سفر کیسے کریں گی۔ مگر ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے اس نے ایسا بندوبست کیا کہ انھیں راستے میں زیادہ تکلیف نہ ہو۔

گلبدن بیگم حج کو گئیں اور وہاں سے تین ساڑھے تین سال بعد واپس لوٹیں۔ اکبر نے ان سے فرمائش کی کہ وہ

© NCERT not to be republished

ہمایوں کے زمانے کے حالات لکھیں۔ اس طرح انھوں نے ایک کتاب ''ہمایوں نامہ'' لکھی۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اس میں ترکی زبان کے الفاظ بھی ہیں۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ لندن کے میوزیم میں محفوظ ہے جس پر شاہجہاں کے دستخط بھی ہیں۔ یہ مغلیہ خاندان اور خاص طور سے ہمایوں کے زمانے کے حالات پر ایک اہم کتاب ہے۔ اس میں گلبدن بیگم نے بابر کی 'تزک بابری' سے بھی مدد لی ہے۔ انھوں نے اس کتاب میں اس زمانے کے سیاسی، سماجی اور اپنے خاندانی حالات بہت سادہ اور دل نشیں انداز میں بیان کیے ہیں۔

ایک انگریز خاتون این۔ ایس۔ بیورج نے ''ہمایوں نامہ'' کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے۔ وہ اس کے بارے میں لکھتی ہیں، ''ہمایوں نامہ میں جو واقعات لکھے گئے ہیں ان کی صداقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ گلبدن بیگم نے مغل بادشاہوں کے خاندانی حالات، ان کے رہن سہن کو جتنی دلچسپی سے لکھا ہے وہ کسی مؤرخ کے بس کا کام نہیں تھا۔'' گلبدن بیگم نے طویل عمر پائی۔ اسّی سال کی عمر میں آگرہ میں ان کا انتقال ہوا۔

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

گرَویدہ	:	چاہنے والا، عاشق
قلمی نسخہ	:	ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب
مؤرخ	:	تاریخ داں، تاریخ لکھنے والا
بندوبست	:	انتظام

© NCERT not to be republished

تربیت دینا	:	سکھانا
طویل	:	لمبی
صداقت	:	سچائی

2 سوچیے اور بتائیے:

(i) گلبدن بیگم کس کی بیٹی تھیں؟
(ii) گلبدن بیگم کس کی بیوی تھیں؟
(iii) گلبدن بیگم کی کتاب کا نام کیا ہے؟
(iv) گلبدن بیگم نے کن کن بادشاہوں کا زمانہ دیکھا تھا؟
(v) 'ہمایوں نامہ' میں کس زمانے کا ذکر کیا گیا ہے؟

3 نیچے دیے ہوئے لفظوں کے تلفظ کی مشق کیجیے:

قلمی	تہذیب	گرَویدہ	مُغَل	خوش مِزاج
خواجہ خِضر	موَرِّخ	ملکّہ معظّمہ	خاندان	

4 واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنائیے:

تعلیم	خواہش	تکلیف	الفاظ	واقعات
موَرِّخ	خاتون	حالات		

© NCERT not to be republished

5 خالی جگہوں کو بھریے:

فارسی   تزکِ بابری   ہمایوں نامہ   ملکّہ معظّمہ   گلبدن

(i) گلبدن بیگم نے اکبر سے کہا کہ وہ ________ جانا چاہتی ہیں۔

(ii) خواجہ خضر نے ________ کی بہت قدر کی۔

(iii) ہمایوں نامہ ________ زبان میں ہے۔

(iv) گلبدن بیگم نے بابر کی ________ سے بھی مدد لی ہے۔

(v) این۔ایس۔ بیورج نے ________ کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا ہے۔

6 عملی کام:

اپنے استاد سے ’ہمایوں نامہ‘ کے متعلق معلومات حاصل کیجیے اور ان پر اپنی ڈائری میں پانچ جملے لکھیے۔

© NCERT not to be republished

غزل

5023CH09

دلِ ناداں ! تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

میں بھی مُنھ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

ہم کو اُن سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا
اور درویش کی صدا کیا ہے

ہم نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ
مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے

(مرزا اسداللہ خاں غالبؔ)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

دلِ ناداں	:	ناسمجھ دل
مشتاق	:	شوق رکھنے والا
مدعا	:	خواہش، مقصد
بیزار	:	اُکتایا ہوا
ماجرا	:	معاملہ، قصہ
درویش	:	فقیر، قلندر

2 غور کیجیے:

غزل اردو شاعری کی سب سے زیادہ مقبول صنف ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کے ہر شعر میں دو مصرعوں کی مدد سے ایک مکمل مضمون ادا کیا جاتا ہے۔ غالبؔ اردو کے سب سے مشہور شاعروں میں ہیں۔ ان کے بارے میں عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بہت مشکل پسند شاعر تھے۔ لیکن آپ نے ابھی جو غزل پڑھی اس کی زبان بہت آسان ہے اور غالبؔ نے ہر بات بہت سادگی کے ساتھ کہی ہے۔

3 سوچیے اور بتائیے:

(i) 'ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا'، اس مصرعے میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

(ii) شاعر کو وفا کی امید کس سے ہے؟

(iii) 'مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے'، اس مصرعے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

© NCERT not to be republished

4 نیچے دیے ہوئے لفظوں سے مصرعے مکمل کیجیے:

وفا زبان مدعا مشتاق ماجرا

(i) میں بھی منھ میں _______ رکھتا ہوں

(ii) یا الٰہی یہ _______ کیا ہے

(iii) ہم ہیں _______ اور وہ بیزار

(iv) کاش پوچھو کہ _______ کیا ہے

(v) جو نہیں جانتے _______ کیا ہے

5 عملی کام:

اس غزل کے شعروں کو اپنی کاپی میں خوش خط لکھیے۔

© NCERT not to be republished

5023CH10

کنواں بیچا ہے کنویں کا پانی نہیں

ایک شخص بہت چالاک اور ہوشیار تھا۔ اپنی عقل کا وہ ہمیشہ غلط استعمال کرتا تھا۔ وہ انتہائی کنجوس اور خودغرض قسم کا انسان بھی تھا۔ لوگوں کو پریشان کرنے میں اس کو بہت مزہ آتا تھا۔ کسی شخص کے کام آنا اس کی فطرت کے خلاف تھا۔ اس کے پاس ایک کنّواں تھا مگر وہ کسی راہ گیر کو پانی دینا تو دوٗر کی بات اُسے کنّویں کے پاس پھٹکنے بھی نہیں دیتا تھا۔

آس پاس کے لوگ اسے سمجھاتے کہ دیکھو یہ کنّواں تم اپنے ساتھ نہیں لے جاؤ گے۔ اگر اس سے کسی کو فائدہ پہنچتا ہے تو پہنچنے دو۔ اللہ تمھیں اس کا اجر دے گا۔ اس لیے کنّویں سے لوگوں کو پانی پینے دو۔ لیکن اس خودغرض انسان پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

آخرکار ایک خداترس آدمی نے اس سے وہ کنّواں خرید کر اللہ کی مخلوق کے لیے وقف کر دیا۔ اس مکّار آدمی نے

اس کے نیک مقصد کو بھانپ کر کنوّیں کی زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کر لی۔ دوسرے دن لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ حسبِ معمول وہ شخص کنوّیں کو گھیرے بیٹھا ہے اور کسی کو بھی پانی نہیں لینے دے رہا ہے۔ لوگوں نے یہ خبر اس سخی تک پہنچائی۔ اُس نے آ کر پوچھا ''اب تمھارا یہاں کیا کام؟ تم لوگوں کو پانی بھرنے سے کیوں روک رہے ہو؟ کنوّاں میں خرید چکا ہوں اور تمھیں اس کی پوری قیمت بھی ادا کی جا چکی ہے۔ براہِ کرم یہاں سے چلے جاؤ۔ میں نے یہ کنوّاں اللہ کی مخلوق ہی کے لیے خریدا ہے۔ لوگوں کو پانی لینے سے روکنے کا اب تمھیں کوئی حق نہیں۔''

وہ بدخصلت آدمی جرح کرنے لگا ''جناب! میں نے کنوّاں آپ کے ہاتھ ضرور بیچا ہے لیکن اس کا پانی نہیں بیچا۔ معاہدے میں پانی بیچنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ کنوّیں کا پانی میرا ہے، اس لیے جس کو چاہوں پانی لینے سے روکوں۔ اس معاملے میں آپ کو اختیار نہیں ہے۔ کنوّاں بے شک آپ کا ہے۔''

سخی آدمی نے کہا ''بے شک پانی تمھارا ہے اور کنواں میرا ہے۔ اپنا پانی میرے کنوّیں میں سے لے جاؤ، ورنہ تمھارا پانی اپنے کنوّیں میں رکھنے کے لیے میں کرایہ لوں گا۔''

اب تو وہ مکّار بہت گھبرایا کہ یہ کس مصیبت میں پھنس رہا ہوں۔ ''بھائی ٹھیک کہتے ہو۔ جاتا ہوں اور پانی تو خدا کا ہے۔ مجھ سے غلطی ہوئی، معاف کر دو۔'' یہ کہہ کر وہاں سے فوراً چل دیا۔

(عادل اسیر دہلوی)

not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

فطرت	:	مزاج، عادت
اجر	:	انعام، بدل
خداترس	:	رحم دل، خدا سے ڈرنے والا
مخلوق	:	جاندار، اللہ کا پیدا کیا ہوا
وقف	:	خدا کے نام پر دیا ہوا
حسبِ معمول	:	عام طریقے کے مطابق، مروّجہ طریقے کے مطابق
بدخصلت	:	بری عادت والا
جرح	:	بحث
معاہدہ	:	اقرار
منحصرہونا	:	دارومدار ہونا

2 سوچیے اور بتایئے:

(i) کنّویں کا مالک کیسا آدمی تھا؟

(ii) آس پاس کے لوگ کنّویں کے مالک کو کیا سمجھا تے تھے؟

(iii) خداترس آدمی نے کنّواں کیوں خریدا؟

(iv) کنّویں کے مالک نے لوگوں کو پانی پینے سے کیوں روک دیا؟

(v) کنّویں کے پانی کے بارے میں کنجوس نے سختی سے کیا جرح کی؟

© NCERT not to be republished

3 نیچے دیے ہوئے جملوں کو واقعات کی ترتیب سے لکھیے :

(i) ایک خداترس آدمی نے کنوّاں خرید کر اللہ کی مخلوق کے لیے وقف کر دیا۔

(ii) ایک شخص بہت چالاک اور ہوشیار تھا۔

(iii) بھائی ٹھیک کہتے ہو پانی تو خدا کا ہے۔مجھ سے غلطی ہوئی معاف کر دو۔

(iv) اپنی عقل کا وہ ہمیشہ غلط استعمال کرتا تھا۔

(v) کنوّاں میں خرید چکا ہوں اور تمھیں اس کی پوری قیمت بھی ادا کی جا چکی ہے۔

4 نیچے دیے ہوئے لفظوں میں مذکر اور مؤنث پہچانیے :

کنوّاں	پانی	شخص	قیمت	فطرت
مقصد	مصیبت	بھائی		

5 نیچے دیے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے :

کنجوس غلط خرید نیک فائدہ

6 عملی کام:

نیچے دیے ہوئے لفظوں کو خوش خط لکھیے :

معمول انتہائی صحیح مخلوق خصلت

© NCERT not to be republished

5023CH11

بڑے لوگوں کی دلچسپ باتیں

دنیا کی حقیقت

گرونانک دیو نے ایک بار ایک دولت مند شخص کو ایک سوئی دی اور کہا، ”اسے اپنے پاس امانت کے طور پر محفوظ رکھو، میں تم سے دوسری دنیا میں لے لوں گا۔“

”گرو جی!“ اس شخص نے حیرت سے کہا، ”میں اسے دوسری دنیا میں کس طرح لے جاؤں گا۔ مرنے والا تو یہاں سے خالی ہاتھ ہی جاتا ہے۔“

گرونانک دیو بولے، ”جب تم اس دنیا سے ایک معمولی سوئی بھی نہیں لے جا سکتے تو پھر اس قدر دولت کس لیے جمع کر رکھی ہے۔“

2

مکّھی کی ضرورت

ایک دن بغداد کے خلیفہ مامون رشید کی ناک پر ایک مکّھی آ کر بیٹھ گئی۔ خلیفہ نے اُسے اڑا دیا۔ مکّھی دوبارہ آ بیٹھی۔ خلیفہ نے اُسے پھِر اُڑا دیا۔ مکّھی پھر آ کر بیٹھ گئی۔ اب خلیفہ کو غصّہ آ گیا۔ اس نے جھلّا کر کہا ” آخر اللہ کو مکّھی پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟“

ایک بے باک مصاحب نے کہا ”بادشاہوں کا غرور توڑنے کے لیے!“

© NCERT not to be republished

3

قحط کی وجہ

ونسٹن چرچل نے اپنے ایک دُبلے پتلے دوست کو دیکھ کر مذاق کیا ''تمھیں دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے جیسے برطانیہ میں قحط پڑ گیا ہو۔''

دوست نے چرچل کے تنومند جسم کو غور سے دیکھتے ہوئے جواب دیا ''اور آپ کو دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ یہ قحط آپ ہی کی وجہ سے پڑا ہے۔''

© NCERT not to be republished

4

قدر دانی

ایک نواب جن کے پاس خطابوں کی بھرمار تھی۔ برطانوی سفارت خانہ میں گئے اور سکریٹری سے کہا ”میں سفیر سے ملنا چاہتا ہوں۔“

سکریٹری نے کہا ”آپ کرسی پر تشریف رکھیں اور چند لمحے انتظار فرمائیں۔“

لیکن انتظار کی زحمت اٹھانا نواب صاحب کو گوارا نہ تھا۔ وہ غصّے میں آگئے اور اپنے خطابات کی لمبی فہرست سناتے ہوئے بولے ”کیا تمھیں اب بھی معلوم نہیں ہوا کہ میں کون ہوں؟“

سکریٹری نے یہ سن کر جواب دیا ”ایسی صورت میں جنابِ عالی دو کرسیوں پر تشریف رکھیں۔“

© NCERT not to be republished

5

اور آپ

امریکا کے صدر ابراہم لنکن نے بڑی سادہ طبیعت پائی تھی۔ اپنی ضرورت کے چھوٹے چھوٹے کام وہ خود ہی کر لیتے تھے۔ ایک دن انھیں اپنے جوتے پر پالش کرتے دیکھ کر ان کے سکریٹری نے بڑی حیرانی سے پوچھا ''جنابِ صدر! کیا آپ اپنے جوتوں کو خود چمکاتے ہیں؟''

''جی ہاں'' لنکن نے کہا ''اور آپ کس کے جوتوں کو چمکاتے ہیں!!''

(مرتب: مشتاق اعظمی)

© Not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

خلیفہ	:	نائب، اسلامی حکومت کا سربراہ
غرور	:	گھمنڈ
قحط	:	کال،سوکھا
تنومند	:	صحت مند،موٹا تازہ،تندرست
امانت	:	کسی کی حفاظت میں رکھی ہوئی چیز،سپرد کی ہوئی چیز
سفیر	:	دوسرے ملک میں حکومت کی نمائندگی کرنے والا
سفارت خانہ	:	سفیر کا دفتر، ایمبسی (Embassy)

2 سوچیے اور بتایئے:

(i) گرونانک جی نے سوئی دیتے ہوئے کیا کہا تھا؟

(ii) مامون رشید کون تھے اور کہاں کے رہنے والے تھے؟

(iii) چرچل نے اپنے دبلے پتلے دوست پر کیا طنز کیا؟

(iv) نواب صاحب کیوں ناراض ہوئے؟

(v) ابراہم لنکن نے سکریٹری کو کیا جواب دیا؟

© NCERT not to be republished

3 خالی جگہوں کو نیچے دیے گئے لفظوں سے بھریے:

طبیعت　　حیرت　　خطابوں　　غرور　　کرسی

(i) ایک نواب جن کے پاس ______ کی بھرمار تھی۔

(ii) بادشاہوں کا ______ توڑنے کے لیے۔

(iii) گرو جی! اس شخص نے ______ سے کہا۔

(iv) امریکی صدر ابراہم لنکن نے بڑی سادہ ______ پائی تھی۔

(v) آپ ______ پر تشریف رکھیں۔

4 مامون رشید کی ناک پر ایک مکّھی آ کر بیٹھ گئی۔ خلیفہ نے اُسے اڑا دیا۔

اس جملے میں ''اُسے'' مکّھی کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ ایسا لفظ جو اسم کی جگہ استعمال ہو ضمیر کہلاتا ہے۔
سبق سے ایسے پانچ جملے تلاش کر کے لکھیے جن میں ضمیر کا استعمال کیا گیا ہو۔

5 عملی کام:

بڑے لوگوں کے بارے میں کچھ اور دل چسپ باتیں معلوم کیجیے اور انھیں اپنی ڈائری میں لکھیے۔

© NCERT not to be republished

5023CH12

قرۃ العین حیدر

قرۃ العین حیدر اردو کی اہم فکشن نگار ہیں۔ اُن کا نام اردو کے بڑے لکھنے والوں میں شامل ہے۔ وہ کہانی کہنے کا فن جانتی ہیں۔ وہ بہت آسان، خوبصورت اور رواں دواں زبان استعمال کرتی ہیں۔ انھوں نے زیادہ تر شمالی ہندوستان کے تعلیم یافتہ متوسّط طبقے اور ہماری مشترکہ تہذیب کی کہانیاں لکھی ہیں۔

قرۃ العین حیدر 20 جنوری 1927 کو علی گڑھ میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سید سجّاد حیدر یلدرم اور والدہ نذر سجاد حیدر دونوں ہی اردو کے ادیب تھے۔ والد کہانیاں لکھتے تھے اور ترجمے کرتے تھے۔ ان کا خاندان بہت بڑا تھا اور اس میں پڑھنے لکھنے کی پرانی روایت تھی۔ قرۃ العین اپنے بھائی سے کوئی دس سال چھوٹی تھیں اور سب کی لاڈلی تھیں۔ قرۃ العین کا مطلب ہی ہے 'آنکھوں کی ٹھنڈک'۔ پڑھنے لکھنے کا شوق انھیں بچپن ہی سے تھا۔ انھوں نے اپنی پہلی کہانی ''بی چوہیا'' گیارہ برس کی عمر میں لکھی۔

قرۃ العین نے اسکولی تعلیم دہرہ دون میں اور اعلیٰ تعلیم لکھنؤ میں حاصل کی۔ تاریخ ان کا پسندیدہ موضوع تھا۔ تقسیمِ ملک کے بعد وہ اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان چلی گئیں۔ وہاں انھوں نے اپنا مشہور ناول 'آگ کا دریا' لکھا۔ یہ ناول ہماری ڈھائی ہزار برس کی تاریخ پر پھیلا ہوا ہے۔ اس ناول کے بعض کردار مختلف زمانوں میں الگ الگ ناموں کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں اور کہانی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ قرۃ العین حیدر کو مصوری کا بھی شوق تھا۔ انھوں نے کئی دستاویزی فلمیں بھی بنائیں۔ کچھ دنوں تک وہ بی بی سی لندن سے وابستہ رہیں۔

© NCERT not to be republished

لندن سے وہ ہندوستان آ گئیں۔ پہلے بمبئی میں پھر دہلی اور نوئیڈا میں رہیں۔ وہ ایک اچھی صحافی بھی تھیں اور انگریزی کے اخبار 'السٹریٹڈ ویکلی' اور 'امپرنٹ' سے متعلق رہیں لیکن ان کی بنیادی دلچسپی کہانیاں اور ناول لکھنے میں تھی۔ ان کا پہلا ناول ''میرے بھی صنم خانے'' 1949 میں شائع ہوا تھا۔ بقیہ پانچ ناول 'سفینۂ غمِ دل'، 'آگ کا دریا'، 'آخرِ شب کے ہم سفر'، 'گردشِ رنگِ چمن' اور 'چاندنی بیگم' ہیں۔ انھوں نے اپنا اور اپنے بزرگوں کا حال ناول کی صورت میں لکھا۔ اس ناول کی پہلی دو جلدیں 'کارِ جہاں دراز ہے' اور تیسری جلد 'شاہراہِ حریر' کے نام سے شائع ہوئی۔ قرۃ العین حیدر کے افسانوں کے چار مجموعے ہیں۔ 'ستاروں سے آگے'، 'شیشے کے گھر'، 'پت جھڑ کی آواز' اور 'روشنی کی رفتار'۔ ان کے کچھ ناولٹ بھی بہت مشہور ہوئے جن کے نام ہیں۔ 'چائے کے باغ'، 'دلربا'، 'سیتا ہرن'، 'اگلے جنم موہے بٹیا نہ کیجو'۔

قرۃ العین حیدر جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں وزیٹنگ پروفیسر رہیں۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں انھیں سوویت لینڈ نہرو ایوارڈ، ساہتیہ اکادمی انعام، گیان پیٹھ، پدم شری اور پدم بھوشن کے اعزاز پیش کیے گئے۔

قرۃ العین حیدر صرف کتابوں کی دنیا ہی میں نہیں جیتی تھیں بلکہ زندگی کے معاملات میں بھی بھرپور دلچسپی لیتی تھیں۔ وہ فینسی ڈریس شو اور بیت بازی کی محفلیں منعقد کراتیں، دوستوں کو پارٹیاں دیتیں اور جلسوں میں شریک ہوتی تھیں۔ ان کے دوست اور ادبی حلقے کے لوگ انھیں محبت سے 'عینی آپا' کہتے تھے۔

قرۃ العین حیدر نے بیماری کی حالت میں بھی کام کرنا نہیں چھوڑا۔ بہت سی کتابیں علالت کے دوران ہی لکھیں اور مرتب کیں۔ اردو کی یہ عظیم فن کار 21 اگست 2007 کو دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قبرستان ان کی آخری آرام گاہ ہے۔

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

فکشن	:	افسانہ اور ناول
عظیم	:	بہت بڑا
متوسّط	:	درمیانی
مشترکہ	:	ملی جلی
ادیب	:	ادب کی تخلیق کرنے والا، ادب لکھنے والا
متعلق	:	وابستہ، جڑا ہوا، منسلک
اعتراف کرنا	:	تسلیم کرنا، ماننا
اعزاز	:	انعام
شریک	:	شامل
رخصت ہونا	:	الگ ہونا، جدا ہونا

2 سوچیے اور بتائیے:

(i) قرۃ العین حیدر کون تھیں اور وہ کہاں پیدا ہوئیں؟
(ii) قرۃ العین حیدر کے والد کا نام کیا تھا؟
(iii) قرۃ العین حیدر کے سب سے مشہور ناول کا نام لکھیے۔
(iv) قرۃ العین حیدر نے ناول کے علاوہ اور کیا کیا لکھا؟
(v) قرۃ العین حیدر کو کون کون سے اعزاز ملے؟

© NCERT not to be republished

3 نیچے دیے ہوئے واحد لفظوں کی جمع لکھیے:

کہانی موضوع دستاویز ترجمہ روایت

4 نیچے دیے ہوئے لفظوں سے خالی جگہیں بھریے:

تاریخ عینی آپا فکشن نگار پاکستان

(i) قرۃ العین حیدر اردو کی اہم ________ ہیں۔

(ii) تقسیمِ ملک کے بعد وہ اپنے خاندان کے ساتھ ________ چلی گئیں۔

(iii) ان کے دوست اور ادبی حلقے کے لوگ انھیں محبت سے ________ کہتے تھے۔

(iv) ________ ان کا پسندیدہ موضوع تھا۔

5 جوڑ ملایئے:

(الف)	قرۃ العین حیدر اپنے بھائی سے کوئی دس سال	(i)	شوق تھا۔
(ب)	قرۃ العین حیدر کو مصوری کا بھی	(ii)	بھی تھیں۔
(ج)	وہ کہانی کہنے کا فن	(iii)	چھوٹی تھیں۔
(د)	وہ ایک اچھی صحافی	(iv)	جانتی ہیں۔

6 عملی کام:

اس سبق میں سے پانچ شہروں کے نام تلاش کر کے لکھیے۔

© NCERT not to be republished

5023CH13

میری پیاری چڑیو! ابھی اور گاؤ

مہکتے ہوئے پھول کے پاس آؤ
لچکتی ہوئی شاخ پر بیٹھ جاؤ
ہوا میں کبھی اُڑ کے بازو ہلاؤ
کبھی صاف چشموں میں غوطہ لگاؤ
یوں ہی پیاری چڑیو ابھی اور گاؤ

پھُدک کر اِدھر سے اُدھر دور جاؤ
چہک کر اِدھر سے اُدھر پر ہلاؤ
چمک کر کبھی شاخ پر چہچہاؤ
اُچھل کر کبھی نہر پر گنگناؤ
یوں ہی پیاری چڑیو ابھی اور گاؤ

© NCERT not to be republished

کبھی برگِ تازہ کو منہ میں دباؤ
کبھی کُنج میں بیٹھ کر پھڑپھڑاؤ
کبھی گھاس پر لوٹ کر دل لُبھاؤ
کبھی جاکے بیلوں کو جھولا جھلاؤ
یوں ہی پیاری چڑیو ابھی اور گاؤ

(جوشؔ ملیح آبادی)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

شاخ	:	ٹہنی، ڈالی
چشمہ	:	پانی کا سوتا
بازو	:	پنکھ
غوطہ	:	ڈُبکی
برگ	:	پتّا
کُنج	:	کونا، گوشہ

2 سوچیے اور بتائیے:

(i) شاعر چڑیوں کو کیوں بلا رہا ہے؟

(ii) دوسرے بند میں شاعر چڑیوں سے کیا کہہ رہا ہے؟

(iii) بیلوں کو جھولا جُھلانے سے کیا مراد ہے؟

(iv) شاعر نے ہر بند کے آخر میں چڑیوں کو کس کام کے لیے بار بار کہا ہے؟

3 شعر مکمل کیجیے:

(i) ہوا میں کبھی اُڑ کے بازو ہلاؤ ____________

(ii) چمک کر کبھی شاخ پر چہچہاؤ ____________

(iii) کبھی برگِ تازہ کو منہ میں دباؤ ____________

© NCERT not to be republished

4 نیچے دیے ہوئے لفظوں میں مذکر اور مؤنث کی نشاندہی کیجیے:

چشمہ نہر گھاس پھول شاخ ہوا

5 نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

غوطہ لگانا پھڑ پھڑانا چہچہانا اُچھلنا دل لبھانا

6 عملی کام:

نظم کو زبانی یاد کیجیے اور بلند آواز سے پڑھیے۔

© NCERT not to be republished

نالندہ

5023CH14

آج سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم کے تین خاص مرکز تھے ۔تکشلا، نالندہ اور وکرم شِلا۔ انھیں 'مہا وِہار' کہا جاتا تھا۔آج کی بڑی یونیورسٹیوں کی طرح ان اداروں میں بھی دوسرے ملکوں سے طالب علم آیا کرتے تھے۔ یہاں بدھ مذہب اور فلسفے کی تعلیم کے لیے بڑے کام کیے گئے۔

ان تینوں مہا وِہاروں میں نالندہ سب سے زیادہ عرصے تک یعنی تقریباً آٹھ سو برس تک قائم رہا۔اس میں تعلیم حاصل کرنے والوں میں چین کے مشہور سیاح ہیونگ سانگ کی شخصیت نمایاں ہے۔ اس کی طالب علمی کا دور 629 سے 645 عیسوی تک کا مانا جاتا ہے۔

not to be republished

نالندہ یونیورسٹی 450 کے آس پاس قائم کی گئی۔ اس زمانے میں مگدھ ریاست پر گپت خاندان کی حکومت تھی۔اس خاندان کے کئی راجاؤں نے نالندہ کی ترقی کے لیے خزانوں کے منھ کھول دیے تھے۔وکرمادتیہ دوئم نے کئی وِہاروں کے علاوہ لائبریری بھی تعمیر کرائی تھی۔

نویں صدی تک اس ادارے نے بہت شہرت حاصل کرلی تھی۔یہاں دور دراز کے کئی ملکوں سے طلبا آیا کرتے تھے۔پال راجاؤں نے نالندہ یونیورسٹی کی ترقی میں خاص دلچسپی لی۔مشہور چینی سیاح اِتسنگ نے بھی دس برس تک یہاں تعلیم حاصل کی تھی۔اس وقت یہاں تقریباً 8,500 طلبا اور 1,510 اساتذہ موجود تھے۔یہاں تعلیم کے اٹھارہ شعبے تھے۔اُن میں بُدھ فلسفہ، سنسکرت اور پالی زبان و ادب، قواعد، طِب، مصوّری اور فنون لطیفہ وغیرہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔نالندہ یونیورسٹی میں طلبا کی تعلیم اور ان کے رہنے اور کھانے کا مفت انتظام تھا۔

نالندہ یونیورسٹی میں داخلے کا قاعدہ یہ تھا کہ صدر دروازے پر 'دوار پنڈت' موجود ہوتے تھے جو امیدوار کی تعلیمی لیاقت کا امتحان لیتے تھے۔اُس کے بعد ہی داخلے کی اجازت ملتی تھی۔

اب تک کی کھدائی سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ اس زمانے میں یونیورسٹی کے ہاسٹل کی عمارت دومنزلہ تھی۔طلبا کے رہنے کے لیے چھوٹے اور بڑے کمرے تھے۔کھدائی کے دوران کتابوں کی الماری اور پتھر کی چوکی بھی ملی ہے۔ آنگن میں کنویں کا بھی پتہ چلا ہے۔یونیورسٹی چاروں طرف سے اونچی دیواروں سے گھری تھی۔ نالندہ یونیورسٹی ایک میل لمبی اور آدھا میل چوڑی تھی۔ یہاں آٹھ بڑے ہال، 300 چھوٹے چھوٹے کلاس روم، تین لیباریٹریاں موجود تھیں۔ چیتنیہ مندر کے جو کھنڈر موجود

ہیں اُن کی اونچائی 20 میٹر ہے۔اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ عمارت کتنی عظیم الشان رہی ہوگی۔

نالندہ یونیورسٹی کے مشرق اور مغرب میں دوصدر دروازے تھے جن پر بودھ دیوی تارا اور دوسرے دیوی دیوتاؤں کی تصویریں تھیں۔غیر ملکی طالب علموں کے لیے علاحدہ کالج اور اقامت گاہوں کا بھی پتہ چلتا ہے۔استاد اور شاگرد کے درمیان گہرا رشتہ ہوتا تھا۔مطالعے کے لیے موضوعات کے انتخاب میں طلبا کو پوری آزادی تھی۔ ویسے تعلیم کا بنیادی موضوع بدھ مذہب کا مہایانی فلسفہ تھا۔تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد طالب علم کو تامر پتر پر کھدی ہوئی سند دی جاتی تھی جس پر یونیورسٹی کی مہر بھی ہوتی تھی۔

پٹنہ سے 90 کلومیٹر کے فاصلے پر جنوب مشرق میں نالندہ کے کھنڈر آج بھی اپنے شاندار ماضی کی داستان سنا رہے ہیں۔مہاتما بُدھ نے راج گیر کی پہاڑیوں کو اپنی عبادت اور ریاضت کا مرکز بنایا تھا۔دنیا بھر کے سیاح اور عقیدت مند آج بھی یہاں پرانے زمانے کے اس سب سے اہم ادارے کے آثار دیکھنے کے لیے آتے ہیں۔

مشق

1 معنی یاد کیجیے

ممتاز	:	نمایاں، امتیاز رکھنے والا
سیّاح	:	مختلف مقامات یا علاقوں یا ملکوں کا سفر کرنے والا
طِب	:	میڈیکل سائنس
عظیم الشان	:	بڑی شان والا، شاندار
اقامت گاہ	:	رہنے کی جگہ، ہاسٹل

© NCERT not to be republished

فارغ	:	تعلیم مکمل کر کے فرصت پانا، کام کا پورا ہونا
ادارہ	:	تعلیمی مرکز
آثار	:	نشانیاں
انتخاب کرنا	:	چُننا
طالب علم	:	علم حاصل کرنے والا
تامر پتر	:	تانبے کی تختی پر دی جانے والی سند
ریاضت	:	عبادت میں مصروف رہنا
عقیدت مند	:	عقیدت رکھنے والا، احترام اور محبت کرنے والا
مصوری	:	پینٹنگ، تصویر بنانے کا فن
قواعد	:	گرامر
فنون لطیفہ	:	فائن آرٹ (Fine Arts)
صدر دروازہ	:	خاص دروازہ

2 غور کیجیے:

فنون لطیفہ سے مراد ہے مصوری، موسیقی، مجسمہ سازی، رقص، شاعری کے فنون۔ ہمارے ملک نے اِن فنون میں بہت شہرت حاصل کی ہے۔

3 سوچیے اور بتائیے:

(i) پرانے زمانے کی تین بڑی یونیورسٹیوں کے نام لکھیے؟

(ii) کن راجاؤں نے نالندہ کی ترقی میں خاص کام کیے؟

© NCERT not to be republished

(iii) نالندہ میں تعلیم حاصل کرنے والے مشہور چینی سیّاحوں کے نام لکھیے۔

(iv) نالندہ میں کتنے طالب علم پڑھتے تھے؟

(v) نالندہ میں استادوں کی تعداد کیا تھی؟

4 خالی جگہوں کو دیے گئے لفظوں سے بھریے:

راج گیر   تین   450   الماری   چوکی   اٹھارہ

(i) ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم کے ______ خاص مرکز تھے۔

(ii) نالندہ یونیورسٹی ______ کے آس پاس قائم کی گئی۔

(iii) مہاتما بدھ نے ______ کی پہاڑیوں کو اپنی عبادت اور ریاضت کا مرکز بنایا تھا۔

(iv) کھدائی کے دوران کتابوں کی ______ اور پتھر کی ______ بھی ملی ہے۔

(v) یہاں تعلیم کے ______ شعبے قائم تھے۔

5 نیچے دیے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے:

مشہور   مشرق   ماضی   پرانا   اونچی

6 نیچے دیے ہوئے لفظوں کے ہم معنی الفاظ لکھیے:

اعلیٰ   شہرت   لیاقت   ملک   عبادت

7 عملی کام:

اپنے اساتذہ سے تکشلا اور وکرم شِلا کے متعلق معلومات حاصل کیجیے۔

© NCERT not to be republished

5023CH15

غزل

مرے غم کی اُنھیں کس نے خبر کی
گئی کیوں گھر سے باہر بات گھر کی

گھُٹا جاتا ہے دَم، رخصت ہوا کون
یہ دنیا گَرد ہے کس کے سفر کی

یہ کیسا کھیل ہے اے چشمِ پُرفن
اُدھر کیوں ہو گئی دُنیا اِدھر کی

ہُنر سیکھا، زمانہ عیب کا تھا
خطا کی اور ہم نے جان کر کی

بہت رُسوا ہوئے بس اے دُعا بس
خوشامد اب نہیں ہوتی اثر کی

بہت کیوں ہو نہ رُسوائی ہماری
یہی تو ہے کمائی عمر بھر کی

ٹلی ناطقؔ مصیبت، جان لے کر
ہمیں رخصت کیا اور آپ سر کی

(ناطقؔ گلاؤٹھوی)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

چشم	:	آنکھ
پُرفن	:	چالاکیوں سے بھری ہوئی
رسوائی	:	بدنامی
خطا	:	قصور
ہُنر	:	صلاحیت
عیب	:	بُرائی
گَرد	:	دھول
رخصت کرنا	:	جدا کرنا، جانے کی اجازت دینا
سرکی	:	کھسک گئی، دور ہوگئی
ناطق	:	شاعر کا تخلص، مراد بولنے والا

© NCERT not to be republished

2 سوچیے اور بتایئے:

(i) غزل کے دوسرے شعر میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

(ii) غزل کے چوتھے شعر سے کیا سبق ملتا ہے؟

(iii) پانچویں شعر میں کس کی خوشامد کی بات کہی گئی ہے؟

(iv) شاعر کے مطابق اُس کی عمر بھر کی کمائی کیا ہے؟

(v) غزل میں لفظ 'جان' دوشعروں میں استعمال ہوا ہے۔ دونوں کے الگ الگ مطلب لکھیے۔

3 شعر مکمل کیجیے:

(i) بہت رسوا ہوئے بس اے دعا بس ____________________

(ii) ____________________ خطا کی اور ہم نے جان کر کی

(iii) مرے غم کی انھیں کس نے خبر کی ____________________

4 نیچے دیے ہوئے لفظوں کی جمع بنائیے:

(i) مصیبت ____________

(ii) رسوائی ____________

(iii) دعا ____________

(iv) خطا ____________

(v) خبر ____________

5 عملی کام:

غزل کے اشعار کو اپنی کاپی میں لکھیے اور انھیں یاد کیجیے۔

© NCERT not to be republished

5023CH16

جھوٹ کی پول

یاسر ایک ذہین لڑکا تھا، وہ شریر بھی بہت تھا۔ اس کے ذہن میں ہمیشہ نئے نئے سوال آتے رہتے تھے۔ چڑیاں کیسے اُڑتی ہیں؟ انسان کیوں نہیں اُڑسکتا؟ کُکر (Cooker) میں سیٹی کیوں بجتی ہے؟ ہاتھی کی ناک اتنی لمبی کس لیے ہوتی ہے؟ وہ اپنی ماں سے ہر وقت اس طرح کے سوال پوچھتا رہتا تھا۔ اسی طرح اسکول میں بھی وہ اپنی ٹیچر کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔

ایک اتوار کو وہ صبح سو کر اُٹھا۔ تھوڑی دیر اِدھر اُدھر کمرے میں ٹہلتا رہا۔ ہوم ورک کی کاپیاں اُلٹ پلٹ کر دیکھیں اور ماں کو ڈھونڈھتا ہوا باورچی خانے جا پہنچا۔ ماں دیکھتے ہی بولیں، ''یاسر بیٹے! جلدی سے برش کرلو، منھ ہاتھ دھو کر تیار ہو جاؤ۔ میں دلیا پکا رہی ہوں۔ ناشتے کے بعد ہوم ورک کرلینا۔'' یاسر بے صبری سے بولا، ''امّاں، پہلے میری بات سنیے۔ مجھے بتائیے! جھوٹ کی پول کسے کہتے ہیں؟'' ماں نے گردن گھُما کر پیار سے یاسر کی طرف دیکھا اور کہا، ''تم نے یہ محاورہ کہاں سنا؟ خیر، اچھی طرح سمجھ لو۔ جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا جھوٹ کبھی پکڑا نہیں جائے گا۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں۔ کبھی نہ کبھی سچائی سامنے

© NCERT not to be republished

آ کر ہی رہتی ہے۔ سچائی ظاہر ہونے کو ہی جھوٹ کی پول کُھلنا کہتے ہیں۔ آ گئی بات سمجھ میں؟ جاؤ اب اچھے بچوں کی طرح برش کرلو۔'' یہ کہہ کر ماں پھر سے اپنے کام میں لگ گئیں۔

یاسر واپس آیا، برش کیا اور کمرے میں جا کر پھر سے کتابیں الٹنے پلٹنے لگا۔ اتنی دیر میں ماں دلیے کا پیالہ لیے ہوئے کمرے میں داخل ہوئیں، یاسر کو کتابوں میں محو دیکھ کر پیار سے بولیں، ''آؤ، پہلے ناشتہ کرلو، پھر ہوم ورک کرنا۔ تب تک میں کچھ اور کام کرلوں۔'' وہ میز پر پیالہ رکھ کر چلی گئیں۔ یاسر کو دلیا بالکل پسند نہیں تھا۔ اس کا موڈ خراب ہوگیا۔ لیکن اس نے ماں سے کچھ نہیں کہا۔ اچانک اسے ایک خیال آیا۔ وہ اُٹھا اور دلیے کا پیالہ اٹھا کر کھڑکی سے باہر پلٹ دیا۔ خالی پیالہ میز پر رکھ دیا اور ماں کو آواز دی کہ میں نے ناشتہ کرلیا ہے اور اب میں ہوم ورک کر رہا ہوں۔

تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ کسی نے دروازے کی گھنٹی بجائی۔ ماں نے دروازہ کھولا تو سامنے ایک اجنبی کھڑا تھا۔ وہ قیمتی سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ کوٹ، پینٹ، ٹائی اور چمکتے ہوئے کالے جوتے، لیکن اوپر سے نیچے تک اس کے کپڑے دلیے میں سَنے ہوئے تھے۔ وہ بہت غصّے میں تھا۔ ماں کو دیکھتے ہی بولا، ''یہ دلیا آپ کی کھڑکی سے پھینکا گیا ہے!'' ماں فوراً ہی سارا ماجرا سمجھ گئیں۔ انھوں نے اجنبی سے معافی مانگی، اُسے اندر بلایا اور اس کے کپڑے صاف کرنے میں مدد کی۔ بیچ بیچ میں وہ اجنبی سے مسلسل معافی مانگتی رہیں۔ یاسر دروازے میں مجرم کی طرح کھڑا تھا۔ ماں نے اس کی طرف ایک بار بھی نہیں دیکھا۔ جب اجنبی چلا گیا تو ماں نے یاسر کو گھُور کر دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں دُکھ تھا اور شکایت بھی۔

© NCERT not to be republished

یاسر کا دل بھر آیا۔ ماں کے قریب جا کر بولا ''مجھے معاف کر دیجیے امّاں! آپ ٹھیک کہتی تھیں کہ جھوٹ کی پول کھل کر ہی رہتی ہے۔ میں سمجھ گیا، خوب سمجھ گیا۔''

ماں مسکرا دیں اور بولیں، ''آئندہ خیال رکھنا۔''

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

ذہین	:	ہوشیار
شریر	:	نٹ کھٹ، شرارت کرنے والا
محو	:	کسی کام میں کھویا ہوا، مصروف
ماجرا	:	قصہ، معاملہ
اجنبی	:	انجان آدمی
مسلسل	:	لگاتار
مجرم	:	جرم کرنے والا

2 سوچیے اور بتائیے:

(i) یاسر نے ماں سے کیا پوچھا؟

(ii) یاسر نے ڈلیے کا کیا کیا؟

(iii) اجنبی کو کس بات پر غصہ تھا؟

© NCERT not to be republished

(iv) اجنبی نے کیسے کپڑے پہن رکھے تھے؟

(v) یاسر نے ماں سے معافی کیوں مانگی؟

3 نیچے دیے ہوئے لفظوں سے خالی جگہوں کو بھریے:

باورچی خانے　　دروازے　　پیالہ　　ماجرا　　دلیے

(i) کسی نے ______ کی گھنٹی بجائی۔

(ii) وہ میز پر ______ رکھ کر چلی گئیں۔

(iii) ماں کو ڈھونڈتا ہوا ______ جا پہنچا۔

(iv) اس کے کپڑے ______ میں سنے ہوئے تھے۔

(v) ماں فوراً ہی سارا ______ سمجھ گئیں۔

4 نیچے دیے ہوئے لفظوں کے مذکر/مؤنث لکھیے:

(i) چڑیا ______

(ii) ہاتھی ______

(iii) پیالہ ______

(iv) بیٹا ______

(v) گھنٹی ______

5 عملی کام:

اس کہانی کو اپنے لفظوں میں لکھیے۔

© NCERT not to be republished

شہد کی مکّھی

اِس پھول پہ بیٹھی کبھی اُس پھول پہ بیٹھی
بتلاؤ تو کیا ڈھونڈتی ہے شہد کی مکّھی

کیوں آتی ہے، کیا کام ہے گلزار میں اُس کا
یہ بات جو سمجھاؤ تو سمجھیں تمھیں دانا

سبزے سے ہے کچھ کام کہ مطلب ہے صبا سے
یا پیار ہے گلشن کے پرندوں کی صدا سے

کیوں باغ میں آتی ہے یہ بتلاؤ تو جانیں
کیا لینے کو آتی ہے، یہ سمجھاؤ تو جانیں

کرتی نہیں کچھ کام اگر عقل تمھاری
ہم تم کو بتاتے ہیں سُنو بات ہماری

کہتے ہیں جسے شہد، وہ اک طرح کا رس ہے
آوارہ اسی چیز کی خاطر یہ مگس ہے

رکھا ہے خدا نے اسے پھولوں میں چھُپا کر
مکھّی اُسے لے جاتی ہے چھتّے میں اُڑا کر

ہر پھول سے یہ چوستی پھرتی ہے اسی کو
یہ کام بڑا ہے اسے بے سود نہ جانو

مکھّی یہ نہیں ہے، کوئی نعمت ہے خدا کی
ملتا نہ ہمیں شہد ، یہ مکھّی جو نہ ہوتی

اِس شہد کو پھولوں سے اُڑاتی ہے یہ مکھّی
خود کھاتی ہے اوروں کو کھلاتی ہے یہ مکھّی

انسان کی ، یہ چیز غذا بھی ہے دوا بھی
قوت ہے اگر اس میں، تو ہے اس میں شفا بھی

رکھتے ہو اگر ہوش تو اِس بات کو سمجھو
تم شہد کی مکھّی کی طرح علم کو ڈھونڈو

(اقبالؔ)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

گلزار	:	پھلواری، چمن
دانا	:	عقل مند، ہوشیار
صبا	:	صبح کی ٹھنڈی ہوا
گلشن	:	باغ
صدا	:	آواز
مگس	:	شہد کی مکّھی
بے سود	:	بے فائدہ، بے کار
نعمت	:	اچھی چیز

2 سوچیے اور بتایئے:

(i) شہد کی مکّھی باغ میں کیوں آتی ہے؟

(ii) شہد کی مکّھی شہد کس طرح بناتی ہے؟

(iii) شاعر نے شہد کی مکّھی کو آوارہ کیوں کہا ہے؟

(iv) شہد کی مکّھی لوگوں کو کیا پیغام دیتی ہے؟

(v) آخری مصرعے میں شاعر نے کیا کہا ہے؟

© NCERT not to be republished

3 نیچے دیے ہوئے لفظوں کے مترادف لکھیے :

پھول　　گلزار　　مگس　　دانا　　صبا

4 نیچے دیے ہوئے مصرعوں کو پورا کیجیے:

(i) سبزے سے ہے کچھ کام کہ ____________

(ii) رکھا ہے خدا نے اُسے ____________

(iii) کہتے ہیں جسے شہد ، وہ ____________

(iv) تم شہد کی مکھی کی طرح ____________

5 عملی کام:

اس نظم کو خوش خط لکھیے۔

© NCERT not to be republished

دادا صاحب پھالکے

5023CH18

دادا صاحب پھالکے، ناسک (مہاراشٹر) کے ایک پروہت خاندان میں 1870 میں پیدا ہوئے۔ سنسکرت ادب سے دلچسپی انھیں ورثے میں ملی تھی۔ انھیں مصوری، اداکاری اور جادوگری کا بھی بہت شوق تھا۔ ان کے والد کو بمبئی کے ایک کالج میں ملازمت ملی تو ان کا خاندان بھی وہیں بس گیا۔ یہاں دادا صاحب پھالکے کو جے۔ جے۔ اسکول آف آرٹس میں داخلہ مل گیا۔ انھوں نے دوسرے فنون کے ساتھ فوٹوگرافی کی بھی تربیت حاصل کی۔ انھوں نے ایک پریس بھی قائم کیا۔

1910 کی بات ہے، کرسمس کے موقعے پر وہ فلم 'لائف آف کرائسٹ' دیکھنے گئے۔ سنیما ہال سے گھر لوٹتے ہوئے انھوں نے اپنی آئندہ زندگی کا منصوبہ بنا لیا۔ گھر پہنچ کر دادا صاحب نے اپنی بیوی سے اس فلم کے دوسرے شو میں ساتھ چلنے کے لیے کہا۔ جب وہ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی پر مبنی یہ فلم دیکھ رہے تھے تو سری کرشن کے بارے میں فلم بنانے کا خاکہ اپنی بیوی کو سمجھاتے جا رہے تھے۔ فلم ختم ہوتے ہوتے بیوی ان سے پوری طرح متفق ہو گئیں اور آگے چل کر فلمی زندگی میں ان کی سب سے بڑی مددگار ثابت ہوئیں۔

فلم بنانے میں سب سے پہلا مرحلہ سرمائے کا تھا۔ دادا صاحب نے کچھ لوگوں سے مدد لی اور اپنی بیمہ پالیسی رہن رکھ دی۔ آلات خریدنے اور معلومات حاصل کرنے کے لیے انھوں نے لندن کا سفر کیا۔ وہاں انھوں نے کئی بڑے فلم سازوں سے ملاقاتیں کیں۔ پھر کیمرے اور دوسرے ساز و سامان کے ساتھ واپس آئے۔ مگر ان کے پاس اب اتنا سرمایہ نہیں تھا کہ اپنے ارادے کو پورا کر سکیں۔ انھوں نے چند چھوٹی چھوٹی فلمیں بنا کر اپنے دوست ناڈکرنی

© NCERT not to be republished

کو دکھائیں جو فوٹو گرافی کے سامان کا بڑا تاجر تھا۔ناڈکرنی سرمایہ لگانے کے لیے تیار ہو گیا ۔لیکن سری کرشن کی زندگی پر فلم بنانے کے بجائے ایک دوسرے موضوع راجا ہریش چندر کا انتخاب کیا۔ اب دادا صاحب کو ایک نئی دشواری پیش آئی۔ اُس زمانے میں عورتیں اسٹیج پر کام نہیں کرتی تھیں۔ دادا صاحب نے ایک روز ہوٹل میں ایک خوبصورت نوجوان باورچی کو دیکھا۔ انھوں نے پوچھا کہ اُسے کتنی تنخواہ ملتی ہے ۔نوجوان نے بتایا کہ دس روپیہ مہینہ۔ دادا صاحب نے اسے پندرہ روپیے ماہوار پر اپنی فلم میں کام کرنے کے لیے راضی کرلیا۔ اُس نوجوان کا نام سولنکی تھا۔اس نے فلم میں تارامتی کا رول ادا کیا۔ دادا صاحب کی ایک اور فلم 'لنکا دہن' میں بھی سولنکی نے ہیرو اور ہیروئن دونوں کا کردار ادا کیا۔ دادا صاحب کو اس کی وجہ سے فلم سازی میں بڑی کامیابی ملی اور وہ نوجوان بھی اپنے زمانے کا ایک مشہور اداکار اور اداکارہ بن گیا۔

دادا صاحب پھالکے کی پہلی فلم 'راجا ہریش چندر تارامتی' ہے جو 1913 میں مکمل ہوئی۔ آنے والی دو دہائیوں میں انھوں نے مختصر اور پوری لمبائی کی کئی فیچر فلمیں بنائیں۔ ابتدا میں لوگوں نے اِن کی طرف توجہ نہیں کی لیکن جب 'ساوتری'، 'لنکا دہن'، 'کرشن جنم' اور دوسری فلمیں سامنے آئیں تو اس میدان میں ایک انقلاب آ گیا۔

ہندوستان سے باہر برما، ملایا، سنگاپور اور مشرقی افریقہ میں بھی دادا صاحب پھالکے کی ان فلموں کے کامیاب شو ہوئے۔ یہ خاموش فلموں کا دور تھا اور زبان کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

دادا صاحب مختلف شہروں اور دیہاتوں میں گھوم گھوم کر اپنی فلموں کی نمائش کرتے تھے۔ ساز و سامان بیل گاڑیوں پر لاد کر لے جاتے تھے۔اس زمانے میں چار آنے، دو آنے یہاں تک کہ ایک آنے والے ناظرین بھی ہوتے تھے۔ٹکٹ کا زیادہ تر پیسہ سکّوں میں آتا تھا۔ واپسی کے وقت یہ سکّے بیل گاڑیوں پر لاد کر لائے جاتے تھے۔

دادا صاحب پھالکے چھوٹے قد کے پھرتیلے آدمی تھے۔ ان میں دیر تک کام کرتے رہنے کی سکت تھی۔ وہ بے پناہ صلاحیتوں کے مالک تھے۔وہ بیک وقت فلم ساز، ہدایت کار، کیمرہ مین، سین آرٹسٹ، میک اپ مین، ایڈیٹر، جادوگر اور اداکار سبھی کچھ تھے۔

پہلی فلم 'راجا ہریش چندر تارامتی' بنانے کے بعد ان کی کمپنی ناسک منتقل ہوگئی۔ بعد کی تمام فلمیں وہیں بنائی گئیں۔ ان کی بیوی بھی ان تمام کاموں میں قدم بہ قدم ان کے ساتھ رہیں۔

دادا صاحب پھالکے یوں تو 1944 تک زندہ رہے لیکن 1920 کے بعد عوام کا مذاق بدل جانے کی وجہ سے ان کی فلموں کو پہلی جیسی مقبولیت حاصل نہ ہو پاتی تھی۔ انھوں نے صرف ایک بولتی فلم 'گنگا اوترن' 1931 میں بنائی۔ یہ فلم زیادہ مقبولیت حاصل نہ کرسکی۔ اب سماجی، تاریخی اور نیم تاریخی فلمیں زیادہ پسند کی جانے لگی تھیں۔ فلمی دنیا کا مشہور 'دادا صاحب پھالکے ایوارڈ' انھی کے نام پر دیا جاتا ہے۔

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

پروہت	:	پجاری، پوجا پاٹ کرنے والا
ورثہ	:	خاندانی دولت میں حصہ، ترکہ
رہن	:	گروی
مصوری	:	تصویر بنانے کا فن
ملازمت	:	نوکری
تعاون	:	مدد
مرحلہ	:	پڑاؤ، منزل
سرمایہ	:	پونجی، دولت

© NCERT not to be republished

موضوع	:	جس کے بارے میں کچھ کہا یا لکھا جائے
دَہائی	:	دس برس کی مدت
فلم ساز	:	فلم بنانے والا
ناظرین	:	دیکھنے والے، تماشائی، ناظر کی جمع
صلاحیت	:	قابلیت
متکلم فلم	:	بولتی فلم
اہلیت	:	قابلیت
نیم	:	نصف، آدھی
نیم تاریخی	:	جو پوری طرح تاریخی نہ ہو

2 سوچیے اور بتایئے:

(i) داداصاحب کو اپنی بیمہ پالیسی کیوں رہن رکھنی پڑی؟

(ii) داداصاحب کی پہلی فلم میں عورت کا کردار کس نے ادا کیا؟

(iii) داداصاحب کی فلموں کی مقبولیت بعد میں کیوں کم ہوگئی؟

(iv) ناڈکرنی کون تھے اور انھوں نے داداصاحب کی کس طرح مدد کی؟

3 نیچے دیے ہوئے لفظوں سے خالی جگہوں کو بھریے:

شو   پروہت   منتقل   آدمی   عورتیں

(i) داداصاحب پھالکے ناسک کے ایک ______ خاندان میں پیدا ہوئے۔

(ii) اپنی بیوی کو اسی فلم کے دوسرے ______ میں ساتھ چلنے کے لیے کہا۔

© NCERT not to be republished

(iii) اس زمانے میں ______ اسٹیج پر کام نہیں کرتی تھیں۔

(iv) دادا صاحب پھالکے چھوٹے قد کے پھرتیلے ______ تھے۔

(v) پہلی فلم راجا ہریش چندر تارا متی بنانے کے بعد ان کی کمپنی ناسک ______ ہو گئی۔

4 نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

نیم تاریخی   ایجاد   زندگی   شہرت   ابتدا

5 عملی کام:

ان جملوں کو خوش خط لکھیے:

(i) دادا صاحب پھالکے کو جے۔ جے۔ اسکول آف آرٹس میں داخلہ مل گیا۔

(ii) وہ بیک وقت فلم ساز، ہدایت کار، کیمرہ مین، سین آرٹسٹ، میک اپ مین، ایڈیٹر، جادوگر اور اداکار، سبھی کچھ تھے۔

(iii) فلم بنانے میں سب سے پہلا مرحلہ سرمائے کا تھا۔

© NCERT not to be republished

5023CH19

رباعیات

1

ہندو سے لڑیں نہ گَبُر سے بَیر کریں
شر سے بچیں اور شر کے عوض خیر کریں
جو کہتے ہیں یہ کہ ہے جہنّم دنیا
وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں

(خواجہ الطاف حسین حالؔی)

2

فطرت کی دی ہوئی مُسرت کھو کر
اوروں کو نہ کر ملول، غمگیں ہوکر
یہ عمر بہرحال گزر جائے گی
ہنس ہنس کر اسے گزار یا رو رو کر

(تلوک چند محرؔوم)

© NCERT not to be republished

3

چارہ نہیں کوئی جلتے رہنے کے سوا
سانچے میں فنا کے ڈھلتے رہنے کے سوا
اے شمع ! تری حیات فانی کیا ہے
جھونکا کھانے، سنبھلتے رہنے کے سوا

(مرزا یاس یگانہ چنگیزی)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

گبر	:	غیر مسلم، آتش پرست
بیر	:	دشمنی
شر	:	برائی
عوض	:	بدلے میں

بہشت	:	جنت
چارہ	:	علاج
فنا	:	موت، خاتمہ
حیات	:	زندگی
فانی	:	ختم ہونے والا
مسرت	:	خوشی
ملول	:	اُداس

2 سوچیے اور بتائیے:

(i) 'وہ آئیں اور اِس بہشت کی سیر کریں' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

(ii) دوسری رباعی میں شاعر نے کیا پیغام دیا ہے؟

(iii) تیسری رباعی میں 'حیات فانی' کا رشتہ کس چیز سے قائم کیا گیا ہے؟

3 مصرعوں کو مکمل کیجیے:

(i) شر سے بچیں اور شر کے .... خیر کریں۔

(ii) یہ عمر بہر حال............جائے گی۔

(iii) جھونکا کھانے، .... رہنے کے سوا۔

4 عملی کام:

ان رباعیوں کو خوش خط لکھیے۔

© NCERT not to be republished

نوٹ:

© NCERT
not to be republished